پیام امین

اللہ اکبر

پیامِ امین

محمد عبداللہ منہاس

پیغامِ جبریل

ذیل کی مرصّع و پُر مغز نظم مولانا ظفر علیخان صاحب نے خاص طور پر "پیام امین" کے لئے مرحمت فرمائی ہے۔ جسکو بشکریہ درج کیا جاتا ہے:

اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی جس کی شان میں آیا ہے
رحمتِ عالم ہو کے اک اُمّی اُس مکتوب کو لایا ہے

منکشف اس نے کر دیئے سارے عَلَّمَ الْاَسْمَا کے وہ رموز
جن کو سمجھ کر خاک کے آگے قدس نے سر نیوہڑایا ہے

جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اس کی زباں پر آتے ہی
کفر کے برجِ سربفلک پر پرچمِ دیں لہرایا ہے

اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا کہہ کے دیا ہے حق کو فروغ
پڑھ کے یہ افسوں مُنہ کے بل اس نے لات و ہبل کو گرایا ہے

بُت کی خدائی لے گئی مکھی ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ
بالِ مگس سے نقشۂ توحید اس نے نیا کھنچوایا ہے

موت سے اس نے زیست نکالی زیست کو آب و رنگ دیا
قطرہ سے قلزم پتّہ سے گلشن پیدا کر کے دکھایا ہے

دامنِ صحرا پر بھی گماں تھا آنکھ کو دامنِ گلچیں کا
سارے جہاں پر اس نے جب اپنا ابرِ کرم برسایا ہے

جن کے مقدر میں تھی غلامی اُس نے اُنہیں آزاد کیا
نوعِ بشر کی لوحِ جبیں سے اس نے یہ داغ مٹایا ہے

ابیض و اسود احمر و اصفر عالی و دانی خورد و بزرگ
سب کا بنا کر ایک ہی کنبہ ایک ہی گھر میں بسایا ہے

سطوتِ سنجر حشمتِ خاقاں صولتِ بہمن دولتِ جم
ملتی ہے کیوں کر - اس نے یہ نکتہ دیدہ وروں کو سمجھایا ہے

خُمِ فلاطوں خشک پڑا ہے ساغرِ جم میں بوند نہیں
تا بہ ابد وہ جام چلے گا اس نے جسے چھلکایا ہے

تہدیہ

اُس عقیدت کے لحاظ سے جو ہر مسلمان کو جناب سرورِ کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) سے ہے۔ میں اِس ناچیز تالیف کو آنحضرت کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ کہ خدا کا کلام آپ ہی پر نازل ہوا تھا۔ اور حضور ہی کے واسطہ سے بنی نوع انسان کو یہ نعمت حاصل ہوئی تھی۔

محمد عبد اللہ منہاس

گذارش

بنی نوع انسان پر پروردگار عالم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے۔ کہ اُس نے قرآن کی دولت دنیا کو دی۔ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن دنیا کا مکمّل ترین مذہبی صحیفہ اور اسلئے اسلام دنیا کا سب سے برگزیدہ اور مکمل مذہب ہے۔ یہی عقیدہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کا ہے۔

میں یہ جاننا چاہتا تھا۔ کہ جس کتاب کو نوع انسانی کا پانچواں حصّہ خدا کا کلام سمجھتا اور اُسے تمام صُحف آسمانی میں بہترین صحیفہ مانتا ہے۔ اُس کی نسبت مغربی دنیا کی کیا رائے ہے؟ میں نے مستشرقین یورپ کی ایک وسیع تعداد کو اس بارہ میں اپنے ساتھ متفق پایا۔ اور آپ صفحات آیندہ میں یہ دیکھکر حیران ہونگے۔ کہ مغرب کے نامور علما کی ایک عظیم جماعت قرآن کریم کی نسبت کم وبیش وہی رائے رکھتی ہے۔ جو مسلمانوں کی ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی دریافت کرنا چاہتا تھا۔ کہ قرآن کریم کی مجلدات دنیا میں کیونکر پھیلیں۔ اُس کی اشاعت کن طریقوں سے ہوئی؟ یورپ اور ایشیا کے کون کون سے ملکوں میں اور کون کون سی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہوئے۔ یہ ترجمے کن لوگوں نے کئے؟ کیوں کئے؟ کب کئے؟ کہاں اشاعت پذیر ہوئے؟ اور اُن کا اثر مختلف ممالک کے باشندوں پر کیا ہوا؟

اِس بارہ میں بعض جلیل القدر اصحاب کی کوششیں میرے سامنے تھیں۔ مگر وہ کافی نہ تھیں۔ اسلئے میں نے مزید تحقیق کو ضروری سمجھا۔ مختلف زبانوں کی کتابوں کی ورق گردانی کی۔ اور جہاں تک رسائی ہوسکی۔ اپنے شوق تجسس کے پورا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور نتیجہ آپکے سامنے ہے۔ آرزو یہ تھی۔ کہ اس موضوع پر مکمّل لٹریچر علمدوست اصحاب کی خدمت میں پیش کروں۔ مگر بظاہر یہ سعادت سردست میری قسمت میں نہ تھی۔ اسلئے اگر آئندہ خدا نے مجھے توفیق دی۔ تو میں ورنہ اُمید ہے کہ کوئی اور بزرگ اس کام کو تکمیل تک پہنچادیں گے۔ میرے لئے یہ امر کچھ کم وجہ تسلّی نہیں ہے کہ میری یہ ناچیز کوشش آئندہ تحقیق میں ممد ثابت ہوگی۔

امرتسر

مطالب

تعلیم قرآن کے نتائج

اشاعت قرآن کی مختصر تاریخ

قرآن اُس مجموعہ کلام الٰہی کو کہتے ہیں۔ جو پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے عہد رسالت (مدّت تقریبًا ۲۳ سال) میں باوقاتِ مختلف وحی الٰہی کے ذریعہ نازل ہوا۔ اُس کی حفاظت کا ذمہ خود پروردگار عالم نے لیا۔ اور منشاء الٰہی کے پورا کرنے کے لئے رسول خدا (صلعم) کے زیر ہدایت کلام اللہ کی حفاظت دو طرح پر کیگئی۔ اوّل حفظ دوم تحریر۔ قرآن کریم کے جس قدر حصّے نازل ہوتے تھے۔ صحابہ کرام اُن کو یاد کر لیتے تھے یا لکھ لیتے تھے۔

حفّاظ قرآن

اس طرح سینکڑوں حفاظ قرآن پیدا ہوگئے۔ اور اُن کی یہ کثرت ہوگئی۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے عہد خلافت میں جب مسیلمہ کذّاب کے مقابل میں ہنگامہ یمامہ بپا ہوا۔ تو اُس میں ستّر حفاظ قرآن شہید ہوئے۔

ان حفّاظ قرآن کا شہید ہونا غضب تھا۔ قرآن اُن کے نورانی سینوں ہی میں محفوظ نہ تھا۔ بلکہ اُن کے تمام افعال واعمال تعلیم قرآن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ جو اشاعت مذہب کا ایک یقینی ذریعہ تھا۔ ان بندگان خدا کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جب کوئی شخص اُن میں دس آیتیں سیکھ لیتا۔ تو اُس سے زیادہ نہ پڑھتا۔ جب تک اُن کے معانی سمجھ کر اُن پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتا۔

کتابت قرآن

آیات قرآن کو ضبط تحریر میں لانے کا کام زیادہ تر حضرتِ عثمان رض اور حضرت علی رض کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے بھی یہ خوش گوار فرض ادا کیا۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کو بھی یہ فخر حاصل ہوا۔ بعض صحابہ قرآن بطور خود لکھکر اپنے پاس

شوقِ تحریر پیدا کیا۔ بدر کے قیدیوں میں سے جو لکھنا جانتے تھے۔ اُن کا فدیہ حضور نے یہ مقرر کیا۔ کہ وہ مدینہ کے دس دس اُمیوں کو لکھنا سکھا دیں۔ اور آزادی کی ہوا کھائیں۔

ابتدا میں تحریر کے لئے صرف رِق (چمڑے کے ورق) استعمال کئے جاتے تھے۔ مگر بعد میں اور چیزیں بھی استعمال ہونے لگیں۔ مثلاً عسیب (کھجور کی شاخ) لخف (پتھر کی پتلی تختیاں)۔ کتف (اونٹ یا بکری وغیرہ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں) قتب (پالان کی لکڑی وغیرہ)۔

قرآن ایک مجلد میں

قرآن کریم یوں تو پیغمبر اسلام ؑ کی حیات ہی میں معرضِ تحریر میں آ چکا تھا اور اُس کا بڑا حصہ بھی آنحضرت ؐ ہی کے عہد میں مدوّن ہو چکا تھا۔ مگر ایک مجلد میں نقل کرنے کا کام آنحضرت ؐ کی وفات کے بعد انجام کو پہنچا۔ جنگ یمامہ میں حفاظِ قرآن کی شہادت نے حضرت عمر بن الخطاب رضہ کے دل میں اندیشہ پیدا کر دیا کہ اگر حفاظ قرآن اسی کثرت سے لڑائیوں میں شہید ہوتے رہے۔ تو قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائیگا۔ اسلئے قرآن کو ایک مجلد میں نقل کر لینا چاہئے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے تحریک کی۔ زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے۔ اس کام پر مامور ہوئے۔ اور قرآن ایک مجلد میں نقل کر لیا گیا۔

تعلیم قرآن کی وسعت حضرت عمر کے عہد میں

حضرت عمر رضہ کے عہد میں قرآن کی تعلیم کا سلسلہ وسیع ہو چکا تھا۔ آپ خود منڈیوں میں تشریف لیجاتے۔ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سناتے۔ اور اُن کے منازعات کا فیصلہ کرتے۔ آپنے قاریوں اور معلموں کے ذریعہ قرآن کو وسعت دی۔ اُن کی تنخواہیں مقرر کیں۔ بدوؤں تک میں قرآن کی تعلیم لازمی کر دی۔ ابو سفیان کا فرض قرار دیا۔ کہ وہ قبائل میں پھر کر ہر شخص کا امتحان لے۔ اور جس کو قرآن کریم کی کوئی آیت یاد نہو۔ اُسکو سزا دے۔ آپ نے معلّمان دین ہر ملک میں مقرر کئے۔ جن کا یہ کام تھا۔ کہ نومسلموں کو قرآن اور فرائض اسلام کا درس دیں۔ آپ نے شام کے مسلمانوں کے لئے تین صحابہ مقرر کئے جو حمص۔ دمشق اور فلسطین میں درس دیتے تھے۔ ابتدا میں قرآن سیکھنے والوں کے روزینے مقرر کئے۔ فوجوں میں اُس کا مطالعہ ضروری قرار دیا۔ عمّال کو حکم تھا۔ کہ اہل فوج کو قرآن حفظ کرائیں۔ صرف سعد وقاص کی فوج میں تین سو حفاظ تھے۔ آپ نے ہر جگہ تائید دی

نہیں کی۔ بلکہ ادب اور عربیت کی تعلیم بھی لازمی کردی۔ تاکہ لوگ خود اعراب کی صحت و غلطی کی تمیز کرسکیں۔ آپ نے قرآن کی حفاظت واشاعت کیلئے جو کچھ کیا۔ اُس کی نسبت شاہ ولی اللہؒ نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ کہ "امروز ہر کہ قرآن می خواند از طوائف مسلمین۔ منتِ فاروق اعظمؓ در گردنِ اوست"۔ ؎

قرآن کی سب سے پہلی مجلد

اس طرح قرآن کی مجلدات کی اشاعت سے پہلے قرآن کی تعلیم چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ مجلدات کے بغیر ابتری کا جو اندیشہ تھا۔ اُسے قرآن کو ایک مجلد میں نقل کرکے رفع کردیا گیا۔

قرآن کریم کا یہ سب سے پہلا مرتب و مدون نسخہ اوّل حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا۔ آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے قبضہ میں آیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ کو منتقل ہوا۔ حضرت حفصہ اس نسخہ کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ تو یہ نسخہ لے لیا اور ۲۵ھ میں اس کی سات اور بعض روایتوں کے مطابق پانچ نقلیں کراکر مختلف صوبوں میں بھیجیں۔

کتابت میں آپ نے زبانِ قریش کو قائم رکھا۔ کہ یہی رسولِ خدا کی قرأت تھی۔ آپ نے دیگر قرأتوں کو ترک کردیا۔ کہ تحریف و اختلاف کا اندیشہ جاتا رہے۔ اور خارجی ممالک میں جو زبانِ عربی سے ناآشنا تھے۔ قرأت کی صرف ایک صورت رائج ہو جائے۔

آپ نے اِس معاملہ میں اس قدر احتیاط سے کام لیا۔ کہ جو غیر مُرتب نسخے لوگوں کے پاس تھے۔ وہ جلادیئے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ نے یہ نسخے جلائے نہیں بلکہ حکم دیا۔ کہ یہ نسخے خرقے کی طرح لپیٹ کر رکھدیئے جائیں یعنی اُن سے کام نہ لیا جائے۔ بہر حال مقصد ایک ہی تھا۔ اور اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی۔ کہ سلطنت کے دور دراز حصوں مثلاً شام و آرمینیا میں قرآن کی قرأت میں بہت اختلاف تھا۔ اور اس کا رفع کرنا ضروری تھا۔

حضرت عثمان جامع قرآن نہ تھے۔ جیساکہ عام طور پر مشہور ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں۔ کہ آپ نے قرأت کا ایک طریقہ رائج کرکے اور سورتوں کو ترتیب دیکر فتنۂ تحریف کو ہمیشہ کے لئے

جس صورت میں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جمع اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں شائع کیا گیا۔

دیگر مجلدات اور اُن کی اشاعت

حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کی جو نقلیں کرائیں۔ اُن میں سے ایک مدینہ منورہ میں رکھی گئی۔ اور بقیہ جلدیں مکہ۔ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ اور کوفہ بھیجی گئیں۔ علامہ شبلی نعمانی مرحوم ان نقلوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

دمشق۔ اس مصحف کو ابوالقاسم سبتی نے ۶۵۷ھ میں جامع دمشق کے مقصورہ میں دیکھا۔ عبدالملک کا بیان ہے۔ کہ میں نے اس کو ۷۳۵ھ میں دیکھا۔ یہ مصحف میرے سفر قسطنطنیہ کے زمانہ تک دمشق میں موجود تھا۔ کئی برس ہوئے۔ جب سلطان عبدالحمید خان کے زمانہ میں جامع مسجد جل گئی۔ تو یہ مصحف بھی جل گیا۔

مدینہ منورہ۔ اس مصحف کا بھی ۷۳۵ھ تک پتہ چلتا ہے۔ اس نسخہ کی پشت پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ ھذا ما اجمع علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھم زید بن ثابت وعبد اللہ ابن الزبیر وسعید بن العاص (اسکے بعد اور صحابہ کا نام تھا)۔

مکہ معظمہ۔ یہ بھی ۷۳۵ھ تک موجود تھا۔

بصرہ یا کوفہ۔ یہ قرآن معلوم نہیں۔ کس زمانہ میں قرطبہ پہنچا۔ پھر عبدالمومن اُس کو قرطبہ سے اپنے دارالسلطنت میں بڑے تزک واحتشام سے لایا۔ ۶۴۵ھ میں وہ معتضد کے قبضہ میں آیا۔ اس کے بعد ابوالحسن نے جب تلمسان فتح کیا۔ تو یہ نسخہ اُس کے قبضہ میں آیا۔ اُس کے مرنے پر پرتگیز میں پہنچا۔ وہاں سے ایک تاجر نے کسی طرح اُسکو حاصل کیا اور ۷۴۵ھ میں شہر فاس میں لایا۔ چنانچہ مدت تک خزانہ شاہی میں موجود تھا۔

یہ علامہ شبلی نعمانی کی روایت ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ وہ مجلد ہے۔ جس کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ قتل کئے گئے۔ یہ مجلد ایک مدت تک بنی اُمیہ کے پاس رہی۔ اُن کی خلافت کے ساتھ دمشق سے منتقل ہو کر اندلس پہنچی۔ اندلس میں اسلامی

کے مطابق یہ نسخہ آٹھویں صدی ہجری تک جامع بصرہ میں موجود تھا۔ اور اس پر خلیفہ کے خون کے دھبے نمایاں تھے۔ یہی نسخہ ۱۹۰۴ء میں بخارا سے روس کے قدیم پایۂ تخت ماسکو میں پہنچا۔ وہاں سے پھر بخارا میں واپس لایا گیا۔ اور جب ۱۹۲۳ء میں بالشویکوں نے ترکستان پر دوبارہ قبضہ کیا۔ تو اس نسخہ کو پھر ماسکو لے گئے۔ جہاں سے اُسے واپس لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مصحف شریف امیر تیمور کے زمانہ میں ابوبکر الشاعی کی طرف سے حضرت شیخ عبداللہ کے مرقد پر رکھدیا گیا تھا۔ جہاں سے وہ بالشویکوں کے ہاتھ آیا۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں جہاں قاضی فاضل (سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا) کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ اُسکے کتب خانہ میں مصحف عثمانی کا نسخہ موجود تھا جس کو قاضی فاضل نے بیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔[1]

قرآن کی ایک ایک نقل حضرت علیؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے بھی اپنے طور پر تیار کی تھی۔ حضرت علی کے مصحف کی نقل مشہد علی میں محفوظ ہے۔ اور اس پر آپ کے دستخط بھی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن کے چند اوراق حضرت علی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے لاہور کی شاہی مسجد میں موجود ہیں۔

قرآن میں نقطے اور اعراب

حضرت عثمانؓ نے قرآن کے جو نسخے لکھوائے تھے۔ وہ نقطوں اور اعراب سے خالی تھے۔ عربوں کو اُن کے پڑھنے میں کوئی دقت نہ تھی۔ اسلئے کہ عربی اُن کی مادری زبان تھی۔ اور وہ قرأت رسول اللہؐ سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن جب عجمی قومیں جوق در جوق دین الفطرۃ سے مشرف ہونے لگیں۔ تو زبانِ عرب سے ناآشنا ہونے کے باعث اُن کو سخت دشواری پیش آئی۔ ابوالاسود دؤلی (المتوفی ۶۹ھ) نے جن کو حضرت علی نے کوفہ میں تدوینِ قواعد نحو کا حکم دیا تھا۔ اس طرف سب سے پہلے توجہ کی۔ اور قرآن مجید میں نقطے لگوائے۔ بعض مورخین کی رائے میں یہ خیال معاویہ اور بعض کے نزدیک عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

حجاج بن یوسف (المتوفی سنہ ۹۵ھ) گورنر عراق کے ماتحت کوفہ و بصرہ میں جہاں کئی صحابہ رسول آباد ہو گئے تھے۔ قرآن کی تعلیم ذوق و شوق سے ہوتی تھی۔ بصرہ میں علم نحو کی تدوین

ہوئی۔ جس کے بعد میں لوگوں کی توجہ کو صرف ونحو کی الجھنوں میں پھنسا کر قرآن سے غافل بنا دیا۔
حجاج اپنے ظلم وستم کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اُس کی زندگی کا یہ پہلو نظر انداز نہیں ہو سکتا۔ کہ اُس کو قرآن سے بیحد شغف تھا۔ اُس نے عجمیوں کی دقّت محسوس کرکے قرآن مجید میں نقطے لگوائے۔ اور اُسکے متعدد نسخے لکھوا کر ممالک غیر میں تقسیم کرائے۔ حجاج کو قرآن سے اتنی اُلفت تھی۔ کہ جب اُس کا انتقال ہوا۔ تو اس کے قبضہ سے اسلحہ اور چند سکّوں کے علاوہ صرف قرآن کا ایک نسخہ نکلا[1]۔ ایک روایت کے بموجب حجاج نے صرف لفظوں کے ذریعے اعراب کا اظہار کرکے لکھوانا شروع کیا۔ لیکن یہ طریقہ نقائص سے خالی نہ تھا۔ اس لئے خلیل بن احمد (المتوفی سنہ ۱۷۰ھ) نے نقطوں کے عوض مروجہ زیر وزبر وپیش کے علامات ایجاد کئے۔

خلفائے بنوامیّہ اور قرآن

خلفائے بنوامیّہ نے قرآن کریم کے مطالعہ کو بہت وسعت دی۔ خلیفہ عبدالملک (سنہ ۶۵ھ) نے اپنی سلطنت میں بہت سی اصلاحات کیں۔ اُس کو قرآن سے خاص اُلفت تھی۔ اُس نے سکّہ پر قرآن کی آیتیں کھدوائیں۔ عربی نستعلیق کے نقائص دُور کئے۔ اور قرآن کے مطالعہ وتفسیر کو آسان بنایا۔ ایک موقعہ پر عبدالملک کا لڑکا غزواتِ اسلام کے حالات ایک کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ خلیفہ نے اِس کے جلائے جانے کا حکم دیا۔ اور اُسے مطالعہ قرآن کی ہدایت وتلقین کی۔ ولید (سنہ ۸۶ھ) اگرچہ اپنے شوق تعمیر کے لئے مشہور تھا۔ اور اُس کے عہد میں لوگ آپس میں ملتے تھے۔ تو صرف عمارات ہی کا حال پوچھتے تھے۔ تاہم وہ لوگوں کو ہمیشہ حفظ قرآن کی ترغیب دیتا تھا۔ حفاظ کو فیاضی سے وظائف عطا کرتا۔ اور جو لوگ قرآن کو حفظ نہیں کرتے تھے۔ اُن کو سزا دیتا تھا"۔ اس بارہ میں ولید نے حضرت عمر فاروق کی پیروی کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (سنہ ۹۹ھ) نے قرآن کی تعلیم کی توسیع کو اپنا جزو ایمان بنا لیا تھا۔ ان کے عہد میں رعایا میں قرآن ومذہب کا ہر وقت چرچا رہتا تھا۔ جب وہ خلیفہ ہوئے۔ تو باہمی ملاقات میں ایک شخص دوسرے سے کہتا تھا۔ کہ رات کو تم کونسا وظیفہ پڑھتے ہو؟ تم نے کتنا قرآن حفظ کیا ہے؟ تم قرآن کب ختم کر دگے؟ اور کب ختم کیا تھا۔ مہینے میں کتنے روزے رکھتے ہو؟

قرآن افریقہ میں

قرآن کی مجلدات شمالی افریقہ میں خلیفہ عبدالملک کے عہد میں پہنچیں۔ یہ وہ

کا مقابلہ شروع کیا۔ وہ مادی اور روحانی دونوں طرح سے مغلوب ہو گئے۔ ایک طرف اُنہوں نے مسلمانوں کی مادی حکومت کو تسلیم کیا۔ اور دوسری جانب قرآن کو سر اور آنکھوں پر جگہ دی۔ تاریخ شاہد ہے، کہ یہ لوگ اسلام کے فضائل اور مسلمانوں کی خوبیاں دیکھکر مسلمان ہوئے۔ عرب کے عالم اور فقیہ مقرر تھے۔ کہ "ان کے سامنے قرآن پڑھیں اور قرآن کی عبارت ان کو سمجھائیں"۔ انہی بربروں کی مدد سے ۹۲ھ میں طارق ہسپانیہ کی تسخیر کو اُٹھا۔ قرآن کی مجلدات یہاں سے سوڈان اور حبشی اقوام میں پہنچیں۔ اور دریائے نائجر کے بالائی جانب تمام بستیاں کلام اللہ کے نور سے چمک اُٹھیں۔ حتیٰ کہ افریقیہ کے شہر علم وفضل کے مرکز بن گئے۔ شہر ٹمبکٹو جو ۵۹۱ھ میں آباد ہوا۔ اسلامی علوم وفنون کا گہوارہ بن گیا۔ ابن بطوطہ نے چودھویں صدی عیسوی میں اس ملک کا سفر کیا۔ اور حبشی مسلمانوں کی نسبت لکھا " وہ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ اور قرآن پڑھتے ہیں" قرآن سوڈان کے انتہا مغربی حصہ میں ہوتا ہوا بورنو پہنچا۔ اور بالآخر سوڈان سے لیکر مصر اور نوبیہ کی سرحد تک اور اس طرح افریقہ کے مرکز تک پہنچ گیا "یہاں اسلامی کوششوں کا گویا دو دریاؤں کا سنگم ہو گیا۔ یعنی تبلیغ اسلام کا ایک دریا مغرب سے اور دوسرا شمال مشرق سے چلا۔ اور دونوں دریا افریقہ کے وسط میں مل گئے"۔ جہاں سے اسلام کے چشمے اُبل اُبل کر بالآخر سارے افریقہ میں پھیل گئے"۔

قرآن یورپ میں

خلیفہ عبدالملک کے بعد ولید کا زمانہ آیا۔ تو قرآن نے افریقہ سے نکل کر یورپ کا رُخ کیا شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات خوشحالی انصاف اور اخلاق کی نعمتیں اپنے ہمراہ لائی تھیں۔ موسیٰ بن نصیر افریقہ کا گورنر تھا۔ اُس نے بہت سی اصلاحیں رائج کیں۔ مدارس اور کارخانے جاری کئے۔ تجارت کو ترقی دی۔ اور قرآن کی تعلیم کو عام کیا۔ ہسپانیہ اس وقت گاتھ قوم کے ظلم وستم کا تختہ مشق بنا ہوا تھا۔ بہت سے لوگوں نے موسیٰ کی حکومت میں پناہ لی۔ موسیٰ نے ظالموں کو اُن کے کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے۔ خلیفہ ولید کی اجازت سے طارق کو روانہ کیا۔ طارق نے ۹۲ھ میں جبل الطارق پر اپنا جھنڈا گاڑا۔ اور یورپ کو وہ چیز دی۔ جس کی اُسے ضرورت تھی۔ یعنی قرآن۔ یہیں سے سیڈونیہ، کارموران۔ ملاغہ، غرناطہ اور قرطبہ۔ الجیرس اور اسٹکارگا میں قرآن کی مجلدات تقسیم

ہوئیں۔ موسیٰ خود قرآن ہاتھ میں لئے ۔سیول۔ میڈرڈ۔ اور ٹولیڈو کو فتح کرتا ہوا فرانس میں وارد ہوا۔ اور پیرینیز تک بڑھتا ہوا چلا گیا۔ اگر ولید ان جانباز فرزندانِ اسلام کو اس موقع پر واپس نہ بلا لیتا۔ تو آج یورپ میں انجیل کے بجائے قرآن کی حکومت ہوتی۔

قرآن اور دیگر اسلامی مذہبی کتب نے ہسپانیہ کے عیسائیوں کو اس درجہ مسحور کیا۔ کہ اُن میں سے بہت سے مسلمان ہو گئے۔ اور جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ نہایت ذوق وشوق سے قرآن اور دیگر کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ اس زمانہ میں عیسائی نوجوانوں کے اس رجحان کو دیکھکر پادریوں نے شکایت کی۔ کہ "آج کل کے عیسائی نوجوان ...... کلدانیوں (مسلمانوں) کی کتابوں پر بحث کرتے ہیں۔ اور ضائع بدائع آمیز تحریروں سے اُن کو شہرت دیتے ہیں" عیسائی اپنے دین و آئین کو چھوڑ کر مذہبِ اسلام کے شیفتہ ہو گئے تھے۔ اُن کی نسبت یہ کہا گیا کہ "ایسے عیسائی بیشمار اور ہر قسم کے ہیں۔ جو کلدانی (عربی) زبان کی رنگین عبارتیں بڑی طمطراق سے پڑھنے کو موجود ہو جاتے ہیں۔....."[1] اس حالت کو دیکھکر اسلام کے متعصب دشمن الور کو بھی قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہی کہتے بن پڑا۔ کہ عیسائی بھی اِس کو پڑھے اور تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ تو قدرتاً خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اسلامی آثار نے عیسائیوں میں سرایت کی ہوگی[2] چنانچہ طلیطلہ کے استقف الہاندوس کے اِس اصول کو کہ "انسان فطرتاً مسیحی نہیں بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا" قرآن کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیا گیا۔

ہسپانیہ میں علم و فضل کی روشنی یوں پھیلتے دیکھکر سلیم القلب لوگ وہاں جمع ہونے لگے۔ جرمنی کا مشہور مصلح لوتھر (المتولد ۱۴۸۳ء) بھی انہی میں تھا۔ اُس نے قرطبہ اور طلیطلہ کا سفر کیا۔ جو اس وقت ہسپانیہ میں علوم عربیہ کے مرکز خاص تھے۔ لوتھر کی صحیح الفطرتی اُسے بائیبل کی تعلیم سے بیزار کر چکی تھی۔ یہاں قرآن کی نورانی تعلیم سے اُس کے دل و دماغ روشن ہو گئے۔ اور وہ قرآن کا ایک نسخہ لیکر جرمنی

---

[1] الور۔ فقرہ۔ ۳۵۔ (صفحہ ۵۵۴۔ ۵۵۶ دعوتِ اسلام)۔

[2] دعوت ...

کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں اُس نے ایک لاطینی ترجمہ کی مدد سے قرآن کا جرمنی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ جرمنی زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ تھا۔ ترجمہ کی اشاعت اور لوتھر کی اصلاحی کوششوں نے اُس کے دوستوں۔ بادشاہ وقت اور پاپائے روم کی طرف سے لوتھر کے لئے کفر کے فتوے دلائے۔ اور اسے مذہب عیسائی سے خارج کیا گیا۔

یہ اخراج مذہب اُسی طرح قرآن کی اشاعت کا باعث ہوا۔ جس طرح بعد میں (سنہ ۱۶۱۰ء) ہسپانیہ کے دس لاکھ مسلمان باشندوں (مورسکیوں) کا اخراج باعث رحمت ہوا۔ جب یہ لوگ ملک بدر کئے گئے۔ تو وہ قرآن ہاتھ میں لئے چاروں طرف پھیل گئے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ فرانس میں قرآن کی مجلّدات گیارھویں صدی عیسوی سے پہلے پہنچ چکی تھیں اور بارھویں صدی کی ابتدا میں قرآن کا لاطینی ترجمہ ہو چکا تھا۔ اور اٹلی میں چودھویں صدی میں اور جرمنی میں پندرھویں صدی میں قرآن پہنچ چکا تھا۔ مگر یورپ کے مختلف ملکوں میں قرآن کی طباعت اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے زیادہ تر مورسکیوں کے اخراج کے بعد ہی شائع ہوئے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مورسکیوں کا اخراج یورپ میں قرآن کی اشاعت کا باعث ہو گیا۔

مشرقی یورپ میں قرآن ترکوں کے ذریعہ پہنچا۔ تاریخ اُس المناک سانحۂ عظیم کو فراموش نہیں کر سکتی۔ جب مغلوں اور تاتاریوں نے (اسلام لانے سے پہلے) اسلامی ممالک کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اُنہوں نے بخارا کی مسجدوں میں گھوڑے باندھے۔ قرآن پھاڑ پھاڑ کر اُن کی بے ادبی کی۔ شہروں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ سمرقند۔ بلخ اور وسط ایشیا کے اور شہروں کا بھی یہی حال کیا۔ بغداد کو پامال کیا۔ اور اسلامی تہذیب و تمدن کے مٹانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ لیکن جبکہ سلطنت مغلیہ اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے میں مصروف تھی۔ اسلام اپنا اثر کئے جا رہا تھا۔ اس وسیع مگر ظالم سلطنت میں ہر جگہ ایسے مسلمان موجود تھے جو قرآن کی اشاعت خفیہ طور پر

کرتے تھے۔ اور قرآن کی اعجاز آفریں تعلیم پیش کرکے دشمنوں کو رام اور منکروں کو مسلمان کرلیتے تھے۔ تیرھویں صدی عیسوی میں حاکم ایران گرگزنے۔ قوبلائی خاں کے پوتے خان انندانے۔ برکہ خان۔ خانِ سیرا وار دانے قرآن کے آگے اپنے سرِ تفاخر جھکا دیئے۔ اور جب مصر کے سلطان رکن الدین نے برکہ خان کو ایک خط بھیجا۔ تو قاصدوں نے واپس آکر بیان کیا۔ کہ" برکہ خاں کے امیروں کے ہاں اور ہر ایک شہزادے کے ہاں ایک ایک امام اور موذن مقرر ہے۔ اور بچوں کو مکتب میں قرآن پڑھایا جاتا ہے[1]" خود ہلاکو خان کے بیٹے تکودار نے عیسائیت کو ترک کرکے اسلام اختیار کیا۔ سلطان محمد (یا احمد) اپنا نام رکھا۔ اور بہت سے تاتاریوں کو مسلمان کیا۔ اُس نے سلطان مصر کو صحیح اسلامی رنگ میں ایک خط لکھا۔ جس میں یہ فقرات بھی درج تھے:۔

"خدا نے اپنی عنائت اور ہدائت کی روشنی سے آغاز نوجوانی کے زمانہ میں ہم کو اپنی اُلوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستوں اور نیک بندوں کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدائیت کی ہے۔ وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے۔ اُس کے دل کو دین اسلام قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے[2]"

تکودار ایک باغی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور کچھ مدت کے لئے اُس ملک میں اسلام کی روشنی پھر کسوف میں پڑگئی۔ لیکن اسی سلسلہ میں سلطان غازان کو جو بدھ مذہب کا پیرو تھا۔ خدا نے ہدایت کی روشنی بخشی۔ اور وہ مسلمان ہوگیا۔ اُس نے اسلام کی ویران کھیتی کو پھر ہرا کیا۔ اور ایران کے مغلوں میں اسلام کی جڑ مضبوط ہوگئی۔ بلادِ متوسط میں چغتائی خاں کے پڑپوتے براق خاں نے ۱۲۶۶ء میں مسلمان ہوکر اپنا نام سلطان غیاث الدین رکھا۔ قرآن کی تعلیم رواج پذیر ہوئی۔ مگر اُس کی موت نے ایک دفعہ اور مغلوں کے قدیم مذہب کو زندہ کردیا۔ اسی اثنا میں سلطان کا شغر جس کا نام تغلق تیمور خان تھا۔ شیخ جمال الدین ایرانی

---

[1] مقریزی ۲۱۵ (دعوت اسلام)۔

[2] قرآن سورہ (۶) آیت ۱۲۵۔

کی تلقین سے مسلمان ہوا۔ شیخ نے جب قرآن کی مجلد اس مغرور بادشاہ کے روبرو پیش کی۔ اور اُسے اس کی تعلیم سے آگاہ کیا۔ تو تغلق کا دل موم ہو گیا۔ لیکن وہ علانیہ قرآن کا علم بلند نہیں کر سکتا تھا۔ جو اُس نے بعد میں کیا۔ ادھر سیرا اور دا کے امرا جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے۔ اُزبک خان (۱۳۱۳ء سے ۱۳۲۷ء تک) کے دستِ عمل نے رستہ بالکل صاف کر دیا۔ اور سارا ملک اسلام کے آغوش میں آگیا۔ قرآن ان خطوں میں ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا جانے لگا۔ جس کی آواز وسط ایشیا میں بھی اپنا اثر کرنے لگی۔ اور رفتہ رفتہ اُزبک کے نام سے اُزبک قوم کی بنیاد پڑی۔ جس نے قرآن کو اپنا راہ نما بنایا۔ اُزبک نے یہاں سے اپنا رُخ روس کی طرف پھیرا۔ مگر اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ اُس نے عیسائیوں کو پوری مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ اور اُن کے مذہب میں وہ کسی قسم کی مداخلت روا نہ رکھتا تھا۔ اُزبک سے تقریباً ایک صدی قبل بلغاری مسلمانوں نے روس کو قرآن کی روشنی سے منور کرنا چاہا تھا۔ مگر اُنہیں بھی کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

بلغاریہ کے مسلمان اُن مسلمان تاجروں کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے۔ جو شمالی ملکوں میں پشمینہ وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ یہ تاجر روسیوں میں غالباً ۹۲۱ء میں پہنچے۔ کیونکہ اسی سال میں خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیوں کے پاس سفیر بھیجے۔ تاکہ جو روسی اسلام لے آئے ہیں۔ اُن کے دین کو مستحکم کیا جائے۔ اور علم دین کی اُن کو تعلیم و تلقین ہو[۵]۔

اسی خلیفہ کے زمانہ میں شاہ بلغار اپنے تمام خاندان سمیت مسلمان ہو گیا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد خلیفہ سے نماز اور شرائع اسلام کی تعلیم کے لئے ایک آدمی طلب کیا۔ مقتدر نے احمد بن فضلان کو اس عریضہ کے لئے روانہ کیا۔ احمد اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے:۔

"ہم ۱۲ محرم ۳۱۰ھ کو اتوار کے دن پہنچے . . . . اور اس زمانہ قیام میں اُس ملک کے بادشاہ اور اُس کے خواص قرآن مجید سننے کے لئے حاضر ہوئے . . . ."

گویا بلغار میں قرآن ۳۱۰ھ میں پہنچ چکا تھا۔ اور اُس کی تعلیم اُس وقت شروع ہو گئی تھی۔ روس ہی سے قرآن جزیرہ نمائے کریمیا اور روس کے تاتاری مسلمانوں کے توسط سے کوہستان

---

[۵] باشکر قوم کا بیان، مع ترجمہ ابن فضلان و یاقوت (بحوالہ دعوت اسلام)۔

قرغیز میں ۱۷۷۳ء میں پہنچا۔ خود روس میں قرآن ۱۷۸۷ء میں معہ تفسیر چار جلدوں میں شائع کیا گیا۔ اور اگرچہ ملکہ کیتھرائن دوم کا مقصد اس سے صرف یہ تھا۔ کہ اُس سے اُن تاتاریوں کو جو بظاہر عیسائی اور بہ باطن مسلمان تھے۔ عیسائی مذہب کا شیدا بنایا جائے۔ مگر قرآن کی اشاعت و تعلیم نے اُلٹا اثر کیا۔ اور بہت سے روسی مسلمان ہو گئے:۔

قرآن دیگر حصص عالم میں

قرآن کرہ ارض کے دیگر ممالک میں کیونکر پہنچا۔ یہ ایک دلچسپ داستان ہے لیکن سردست ہمارے مقصد کے لئے جو کچھ بیان ہو چکا کافی ہے۔ ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں، کہ قرآن کی اشاعت میں مسلمانوں کی ہمت اور معاندین کی کوشش دونوں کو دخل تھا۔ جیسا کہ صفحات آئندہ سے ظاہر ہوگا:

یورپ میں قرآن کے عربی اڈیشن

قرآن کا ایک عربی نسخہ الگزینڈر پگینینی Alexander Pagnini. نے وینس سے ۹۱۵ء میں شائع کیا یہ نسخہ پوپ کے حکم سے جلادیا گیا۔ اور اُس کی کوئی نقل موجود نہیں ہے۔

ایک عربی نسخہ "القرآنس سن لیکس اسلامیٹیکا" Al-Coranus. Sen lex Islamitica. کے نام سے اے، ہنکل من A. Hinkelmann. نے ۱۶۹۴ء میں ہمبرگ سے شائع کیا۔ بعدازاں ۱۸۳۴ء سے ۱۸۵۳ء تک اس کے پانچ مختلف تقطیع اور خصوصیات کے اڈیشن شائع ہوئے۔

قرآن کا ایک عربی اڈیشن "القرآن" کے نام سے معہ تفسیر کیتھرائن دوم Catherine II. شہنشاہ بیگم روس کے حکم اور خرچ سے بمقام سینٹ پٹرزبرگ ۱۷۸۷ء میں چار جلدوں میں شائع کیا گیا۔ اس کے چار اور اڈیشن اسی شہر میں یکے بعد دیگرے ۱۷۹۰ء، ۱۷۹۳ء، ۱۷۹۶ء اور ۱۷۹۸ء میں اور کسان Kesan. میں تین اور اڈیشن ۱۸۰۳ء، ۱۸۰۹ء اور ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئے۔ اسکے چند اور معرّا اڈیشن کسان میں ۱۸۱۷ء و ۱۸۲۱ء و ۱۸۴۳ء میں شائع ہوئے۔ اور آخری اڈیشن چھ جلدوں میں وہیں ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔

ایک عربی اڈیشن "قرآنی ٹکٹس عربیس" Corani Textus Arabians etc. کے نام سے مشہور جرمن مستشرق جی فلوگل Gustav

نے لیپسہ (لپزگ) سے معہ تنقید ۱۸۳۴ء میں Le Brecht Flugal.
شائع کیا۔ اس کا دوسرا اڈیشن ۱۸۴۲ء میں اور تیسرا ۱۸۶۹ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔
جی فلوگل نے قرآن کریم کی فہرست الفاظ "نجوم الفرقان" کے نام سے اس کے آخر میں درج کی ہے جس کی مدد سے قرآن کی ہر آیت حسب موقع وحاجت بآسانی نکالی جاسکتی ہے فلوگل ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوا۔ اُس کی سعی سے عربی زبان کی تقریباً پچاس کتابیں شائع ہوئیں۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ فہرست الفاظ کے بارہ میں اوّلیت کا سہرا جی فلوگل کے سر ہے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ مصطفےٰ خان بن محمد سعید ایک افغان حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ایک جلیل القدر عہدہ پر ممتاز تھے۔ انہوں نے "نجوم الفرقان" ۱۶۹۱ء میں تصنیف کی جس کے ذریعہ ہر ایک لفظ کا محل وقوع نہائت آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب مبسوط اور جامع ہے اور جی فلوگل کی مطبوعہ "نجوم الفرقان" حقیقت میں اسی تالیف کی ایک اصلاح یافتہ صورت ہے۔

اسی اڈیشن کو بعد نظر ثانی جی۔ ایم۔ ریڈ سلاب G. M. Redslob. نے "قرآنس عربی" Coranus Arabie. کے نام سے بمقام لیپسہ ۱۸۳۷ء میں شائع کیا۔

ایک اور عربی اڈیشن معہ تفسیر بیضاوی ایچ۔ ایل۔ فلیشر H. L. Fleischer. نے لیپسہ سے "بیاوی کمنٹریئس ان قرآنم" Beiahawii Commentarius Coranum &c., کے نام سے دو جلدوں میں ۱۸۴۶ء میں شائع کیا۔

تقریباً ربع صدی پیشتر علامہ اسماعیل غصبرنسکی بے نے سینٹ پیٹرز برگ اور قازان میں قرآن کے خاص عربی اڈیشن شائع کئے۔ علامہ کی رائے تھی۔ کہ قسطنطنیہ اور قاہرہ میں قرآن کے جو عربی نسخے شائع کئے گئے ہیں ان میں کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اسلئے انہوں نے یہ جدید اڈیشن طبع کرائے۔ جن میں سے ایک کا نام "کلام قدیم" رکھا ہے۔

تراجم قرآن
مغربی زبانوں میں

[اس باب میں بتایا گیا ہے۔ کہ مغرب کی کون کون سی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ کن لوگوں نے ترجمے کئے۔ کیوں کئے۔ کب کئے۔ اور کہاں شائع ہوئے]

السنہ مغربی میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کا خیال سب سے اوّل مقام کلونی (فرانس) کے راہب پطرس نرابلس کے دل میں پیدا ہوا۔ جس نے قرآن کو پہلی مرتبہ لاطینی زبان کے سانچہ میں ڈھالا۔ راہب مذکور کا ۱۱۵۷ء میں انتقال ہو گیا۔ اور ترجمہ ایک انگریز رابرٹ آوِ ریٹینا Robert of Retina. اور ایک جرمن ہرمن آوِ ڈلمیتیا Hermann of Dalmatia. کی مساعی سے تکمیل کو پہنچا۔ اگرچہ ترجمہ ۱۱۴۳ء میں مکمل ہو چکا تھا۔ تاہم قریباً چار سو سال تک وہ ایک خانقاہ میں پوشیدہ پڑا رہا۔ اور اُسے کُھلم کُھلا شائع کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ ۱۵۴۳ء میں تھیوڈور ببلی انڈر Theodore Bibliendre نے اسے باسل (سوئٹزرلینڈ) سے شائع کیا۔ یہ ترجمہ بعد ازاں تین مختلف زبانوں اطالی۔ جرمن اور ڈچ (ولندیزی) میں شائع ہوا۔

دوسرا لاطینی ترجمہ معہ متن۔ شرح اور تردیدی حواشی ۱۶۹۸ء میں فادر لیوس مراکشی Father Lewis Maracci. نے مقام پدوا (اٹلی) سے

اور نہایت متعصب راہب تھا۔

اس ترجمہ کی نسبت جارج سیل George Sale. کی رائے ہے۔ کہ

"عام طور پر وہ بالکل صحیح ہے۔ مگر عربی محاورہ کا اس درجہ خیال رکھا گیا ہے۔ کہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ...... شرح بہت مفید ہے۔ لیکن تردیدی حواشی غیر تسلی بخش اور بعض حالتوں میں خارج البحث ہیں۔"

موسیو سیواری M. Savay. اس ترجمہ کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ "اُس نے ترجمہ لفظی کیا ہے۔ اور قرآن کے مضمون کو نہیں بیان کیا۔ بلکہ اس کو لاطینی وحشی زبان میں پریشان کر دیا ہے۔ گو اصل عبارت کی خوبیاں جاتی رہیں۔ تاہم اس ترجمہ کو موسیو اے ڈورائر Andrew Du Ryer. کے ترجمہ پر ترجیح ہے۔"

ببلی انڈر کے شائع کردہ ترجمہ کا اڈیشن بعد میں ۱۵۵۰ء و ۱۷۲۱ء میں لیپسہ سے شائع ہوا۔ لیپسہ ہی میں ایک عربی لاطینی قرآن جسٹس فریڈ ریکس فوریپ Justice Fewerih جج نے ۱۷۶۸ء میں طبع کیا۔ اور اسی قسم کا ایک اڈیشن ۱۶۴۶ء میں امسٹرڈم (ہالینڈ) سے شائع ہوا۔ پیٹر زماکر نے اندلس کا سفر کر کے عربی زبان سے واقفیت حاصل کی۔ قرآن کریم کا عربی سے ترجمہ کیا۔ اور آنحضرت صلعم کے سوانح عمری بھی لاطینی میں ترتیب دئے۔

ایم۔ انڈریو دورائر نے جو سترھویں صدی مسیحی میں مصر میں فرانسیسی قونصل تھا۔ اور عربی اور ترکی زبانیں بخوبی جانتا تھا۔ قرآن کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر کے ۱۶۴۷ء میں پیرس میں چھپوایا۔ یہ ترجمہ روٹن ان سس کے ترجمہ سے بہتر ہے۔ مگر بقول جارج سیل اُس کا ہر صفحہ اغلاط سے پُر ہے۔ سیواری نے اس ترجمہ کو ایک "نثر غیر منتظم و بے رونق" بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس ترجمہ میں کوئی نہیں خیال کر سکتا کہ قرآن عربی زبان میں فرد اور وحید ہے۔"

اسکے بعد ایک ترجمہ موسیو سیواری نے ۱۷۸۳ء میں۔ ایک موسیو گارسن ڈی ٹاسی

Kasimirski. نے جو عربی و فرنچ ڈکشنری کا مولف بھی ہے ۱۸۴۰ء میں چھپوایا۔ کازیمرسکی پولینڈ میں پیدا ہوا۔ اور فرانس میں سکونت اختیار کی۔ اپنی سلاست اور روانی کے لئے اسکا ترجمہ فرانس کے علمی حلقوں میں مشہور ہے۔ اس کے ۱۸۴۱ء اور ۱۸۵۷ء میں دو اور اڈیشن چھپے۔ سیواری اور کازیمرسکی کے ترجمے بعدازاں کئی مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

جی پاتھئیر G. Pauthier نے بھی ۱۸۵۲ء میں پیرس سے ایک فرانسیسی ترجمہ شائع کیا۔ موسیو سالمان ریناش نے بھی ایک ترجمہ فرانسیسی میں چھپوایا۔ ڈاکٹر موریس نے۔ جو فرانس کے نامور مستشرق اور ماہر علوم عربیہ ہیں۔ گورنمنٹ فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں شائع کیا۔

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے۔ ڈنمارک یا ناروے میں کوئی ترجمہ قرآن کا شائع نہیں ہوا۔ ایک ترجمہ سویڈن کی زبان میں ٹارنبرگ Tornberg نے ۱۸۷۴ء میں چھپوایا۔ جو بالکل غلط ہے۔

سورۃ المعراج کا ترجمہ الفانسو دہم کی درخواست پر تیرھویں صدی میں اُس کے حکیم ابراہیم نے ہسپانی زبان میں کیا۔ جس کا فرانسیسی ترجمہ بوناونچر اوی سیو نے کیا۔ پورے قرآن کا ترجمہ ہسپانی زبان میں نہیں ہوا۔ اور نہ یونانی میں ہوا ہے۔ حالانکہ ملک یونان مدت سے اسلامی ممالک کا ہمسایہ ہے۔

قدیم عبرانی زبان میں قرآن کے ترجمے کا پتہ نہیں چلا۔ لیکن یہودی قاموس العلوم (جیوش انسائکلوپیڈیا) سے عبرانی ترجموں کے بعض ٹکڑوں کا پتہ چلتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک کتب فروش کی فہرست میں بھی قرآن کا ذکر ہے۔ سترہویں صدی میں یعقوب بن اسرائیل نے جس کا انتقال ۱۶۳۴ء میں ہوا۔ قرآن کا لاطینی سے عبرانی میں ترجمہ کیا۔ زمانہ حال میں قرآن کا عبرانی ترجمہ ہرمن رکنڈرف نے کیا ہے۔ جو لیپسہ سے ۱۸۵۷ء میں شائع ہوا۔

... پہلے مشہور جرمن مصلح (ریفارمر) مارٹن لوتھر

Martin Luther. نے کیا۔ جو ۱۰ نومبر ۱۴۸۳ء کو پیدا ہوا اور جس نے
اندلس میں عربی زبان سیکھی یہ ترجمہ ایک لاطینی ترجمہ کی مدد سے اصل عربی زبان سے لیا گیا۔
لوتھر پر اس ترجمہ کا یہ اثر ہوا کہ اس نے دین مسیحی کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ جس پر اسے سخت
اذیتیں دی گئیں۔ لیوس مراکشی Lewis Maracci نے قرآن اور لوتھر کے اصول بُت
شکنی کو باہم مطابق بتایا ہے۔ لوتھر کی تعلیم قرآن کی تعلیم سے اس درجہ مشابہ تھی کہ جرمنی
کے متعصب پادریوں نے اس پر درپردہ اسلام پھیلانے کا الزام لگایا۔ اور حقیقت میں
لوتھر کی اصلاحی تحریک تعلیم قرآن ہی کا پرتو تھی۔

ایک جرمن ترجمہ شوئیگر Schweigger. نے اطالی سے نورنبرگ میں
۱۶۱۶ء میں چھپوایا۔ اسی طرح فریڈرک میگرلین Frederik Megerlin.
نے بھی ایک ترجمہ ۱۷۷۲ء میں جرمن میں شائع کیا۔ سیل کے انگریزی ترجمہ قرآن کا جرمن
ترجمہ تھیوڈور آرنلڈ Theodore Arnold. نے ۱۷۴۶ء میں لمگو (جرمنی)
سے شائع کیا۔ لیکن قرآن کریم کا بہترین جرمن ترجمہ وہ ہے۔ جو سی بوائسن C. Boyson
نے ۱۷۷۳ء میں کیا۔ اور معہ دیباچہ و حواشی شائع کیا۔ اس ترجمہ کو جی واہل
G. Wahl. نے بعد نظر ثانی و صحت ۱۸۲۸ء میں چھپوایا۔ ۱۸۵۳ء میں ایک اور
ترجمہ المان Ullmann. نے کیا۔ جس کے کئی اڈیشن چھپ چکے ہیں۔ ایک ترجمہ
ہیننگ Henning. نے بمقام لیپسہ اور ایک اور ترجمہ گریگل Grigull.
نے ہالی *Halle* سے شائع کیا۔ فریڈرک روکرٹ Fredrich
Rukart. کے ترجمہ کردہ حصص قرآن آگسٹ مُلر August Muller.
نے ۱۸۸۸ء میں طبع و شائع کئے۔ ایم کلامراتھ M. Klamroth. نے
پچاس قدیم سُور کا ترجمہ ڈائی فونزگ السٹسٹن سورن Die funfzig
Altesten Suren. کے نام سے ۱۸۹۰ء میں ہمبرگ سے شائع
کیا جس میں سورتوں کی ترتیب کو پورے طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ لیپسہ کے مشہور عالم عربی
ایچ ایل فلیشر H. L. Fleischer. نے بھی قرآن کا جرمن میں ترجمہ کیا

مگروہ انطباع پذیر نہیں ہوا۔

ڈاکٹر نولڈیکی **Dr. Noldeke.** کا خیال ہے کہ جرمن ترجمے انگریزی ترجموں کے برابر اچھے نہیں ہیں۔

ڈچ (ولندیزی) زبان میں سب سے پہلا ترجمہ "دِ عربیش القرآن" کے نام سے شویگر کے ترجمہ سے لیکر ۱۶۴۱ء میں ہمبرگ سے شائع کیا گیا۔ ایک اور ترجمہ دوراٹر کے ترجمہ سے جے۔ اے چ۔ گلیس میکر نے لیڈن میں ۱۶۵۸ء میں چھاپا۔ جس کے بعد میں چھ اڈیشن شائع ہوئے۔ ڈیلفٹ (ہالینڈ) کے پروفیسر شرح محمدی ڈاکٹر کیرز نے بھی ایک ترجمہ ۱۸۶۰ء میں ہارلم سے شائع کیا۔

قرآن کریم کا سب سے پہلا روسی ترجمہ ۱۷۷۶ء میں سینٹ پیٹرز برگ (حال پٹروگراڈ) میں انطباع پذیر ہوا۔

اطالی زبان میں "القرآنو وی مکومیٹو" کے نام سے انڈریا ارادی بین **Andria Arravabene.** نے وینس میں ۱۸۴۷ء میں شائع کیا۔ لیکن چونکہ وہ بہلی انڈر کے لاطینی ترجمہ سے اخذ کیا گیا تھا۔ اسلئے نقائص سے لبریز تھا۔ قرآن کا اطالی ترجمہ رائل ٹکنیکل سکول آف میلانو کے پروفیسر اکو لیو فر کاسی نے ۱۹۱۴ء میں شائع کیا۔ اس کے مقدمہ میں پہلے ترجموں کی کیفیت اور اسکے بعد مختلف ابواب قرآن کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

پندرہویں صدی مسیحی میں جان انڈریز **Johannes Andreas.** نے جو اگزاٹوا (وینیشا) کا باشندہ تھا۔ بشپ بارسلونا اور حاکم ارگون کے حکم سے نہ صرف قرآن کا ترجمہ ارگونی زبان میں کیا۔ بلکہ اس کی شرح بھی چھاپی۔ یہ شخص پہلے ایک مسلمان فقیہ تھا۔ پھر شہر ولنشیا صوبہ اندلس میں عیسائی ہوگیا۔ اس نے کتب احادیث کا بھی ترجمہ کیا ہے۔

۱۷۰۱ء میں برنسڈٹ (پرشیا) کے ایک درویش انڈریا اکو لو تھو نے قرآن

یہ اڈیشن اب نایاب ہے۔

کچھ زمانہ ہوا۔ خالد شیلڈریک صاحب نے قرآن کا ترجمہ اسپرنٹو میں کرنا شروع کیا تھا۔ ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے۔ کہ اسلام اور اسپرنٹو کو عام طور پر ایک ہی مقصد پیش نظر ہے۔ یعنی یہ دونوں نسل ورنگ وذات کے مصنوعی حدود کو توڑنا چاہتے ہیں۔

اب ہم قرآن کے انگریزی تراجم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پہلا انگریزی ترجمہ دورائر کے فرانسیسی ترجمہ سے الگزینڈر راس **Alexander Ross.** نے ۱۶۴۹ء میں کیا۔ جو عربی سے محض نابلد تھا۔ اور فرانسیسی میں شُد بُد رکھتا تھا۔ اسلئے اُس کا ترجمہ انتہا درجہ ناقص ہے۔

جارج سیل **George Sale.** کا ترجمہ ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔ اُس کے کئی اڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔ لیکن اُس نے خود تسلیم کیا ہے۔ کہ جس طرح پہلے ترجمے ناقص تھے۔ اسی طرح اُسکا ترجمہ بھی نقائص سے خالی نہیں سمجھنا چاہئے۔ ریورنڈ جے۔ ایم۔ راڈویل۔ ایم۔ اے **Rev. J. M. Rodwell, M. A.** اس کی بابت لکھتا ہے۔ کہ سیل نے ترجمہ قرآن میں مراکشی کے تتبع میں تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں اور یہ کہ سیکسنی کی زبان کے عوض اکثر الفاظ لاطینی زبان کے لکھدیئے ہیں۔"

ریورنڈ راڈویل نے ایک ترجمہ بہ ترتیب نزول سُوَر ۱۸۶۱ء میں کیا۔ اگرچہ ڈاکٹر مارگولیتھ اور دوسرے لوگوں نے اس ترجمہ کی بہت تعریف کی ہے۔ تاہم یہ ظاہر ہے کہ اس ترجمہ میں بھی بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔ اِس ترجمہ کا دوسرا اڈیشن ۱۸۷۶ء میں شائع ہوا۔

قرآن کا ایک اور انگریزی ترجمہ معہ مقدمہ اڈورڈ ہنری پامر **Edward Henry Palmer.** نے "مشرق کی کتب مقدسہ" کے سلسلہ میں ۱۸۸۰ء میں شائع کیا۔

اس کے علاوہ بائیبلوتھیکا اور مِنٹلس میں قرآن کے ایک عربی نسخہ کا ذکر ہے جو ۱۸۴۳ء میں سیرامپور میں معہ انگریزی ترجمہ کے چھاپا گیا تھا۔

یہ تمام ترجمے نامسلموں کی کوششوں سے شائع ہوئے ہیں۔ اور یہ ثابت ہوچکا ہے۔

کہ ان میں ترجمہ کی صحت سے زیادہ اپنی زبان کی سلاست یا اپنے خیالات کی برتری واشاعت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خان نے ایک انگریزی ترجمہ ہندوستان میں چھپوایا۔ اور ۱۹۱۱ء میں اصغر اینڈ کمپنی الہ آباد نے عربی متن معہ انگریزی ترجمہ کے شائع کیا۔ یہ ترجمہ میرزا ابوالفضل نے کیا تھا۔ اس کی بڑی تعریف یہ ہے، کہ اس کی تعریف مشہور بدخواہ اسلام پادری زویمر نے کی ہے۔

ایک انگریزی ترجمہ قادیان سے ۱۹۱۵ء میں شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ جس کا پہلا پارہ ایڈیسن پریس مدراس میں طبع ہوا۔ اصل عربی متن صفحہ کے بالائی حصہ میں دیا گیا ہے اور ترجمہ وتفسیر زیریں حصہ میں دیئے گئے ہیں۔ اس کے باقیماندہ پارے نظر سے نہیں گذرے۔

قرآن کریم کا ایک مکمل تر انگریزی ترجمہ مولوی محمد علی ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے کیا ہے۔ جو بڑے اہتمام سے گریشم پریس ووکنگ میں طبع ہو کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کیطرف سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا۔ عربی متن اور انگریزی ترجمہ صفحہ کے بالائی حصہ میں ایک دوسرے کے مقابل درج کئے گئے ہیں اور تفسیر زیرین حصہ میں درج کی گئی ہے۔ شروع میں ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں تعلیم قرآن کا مفاد دیا گیا ہے۔ ترجمہ۔ تفسیر اور مقدمہ۔ طبع و ترتیب ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

قرآن کے انگریزی ترجمہ کی وہ کوشش بھی قابل ذکر ہے۔ جس کی تحریک علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے شروع کی تھی۔ یہ ترجمہ نواب عماد الملک بہادر نے شروع کیا تھا۔ مگر مکمل نہیں ہوا۔

ایک انگریزی ترجمہ میرزا حیرت دہلوی (اڈیٹر کرزن گزٹ) نے معہ حواشی وتفسیر ۱۹۱۹ء میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ سلیس انگریزی میں ہے، اور اُس میں زیادہ تر قدیم خیالات کی پیروی کی گئی ہے۔ +

تراجم قرآن
مشرقی زبانوں میں

ابتدا میں مسلمانوں کی یہی خواہش اور کوشش رہی۔ کہ قرآن دنیا میں اپنی اصلی زبان یعنی عربی میں رائج ہو اور اسلام کی حلقہ بگوش ہونے والی قومیں اسے عربی ہی میں پڑھیں۔ یہ اسی خیال کا نتیجہ تھا۔ کہ جب موحدین کی سلطنت کے زمانہ (۵۲۴ھ تا ۶۶۷ھ) میں جو الجزائر سے اندلس تک پھیلی ہوئی تھی۔ قرآن کا ترجمہ بربری زبان میں کیا گیا۔ تو علماء نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور اس کو ناجائز قرار دیا حتیٰ کہ اس ترجمہ کا نشان بھی نہیں رہنے دیا گیا۔

ہندوستان میں قرآن کریم کا ترجمہ سب سے اول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں "فتح الرحمن" کے نام سے کیا۔ جس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ مشرقیہ دار العلوم اسلامیہ پشاور میں موجود ہے۔ اور متعدد مرتبہ شائع ہو چکا ہے اس زمانہ کے علماء نے انکی بھی سختی کیساتھ مخالفت کی اور مسجد فتح پوری (دہلی) میں انکے قتل کے منصوبے سوچنے لگے۔ مگر رفتہ رفتہ یہ تعصب کم ہو گیا اور اب ہر زبان میں ترجمہ کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن فارسی زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ غالباً وہ ہے جو شیخ سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ) نے لکھا اسکے بعد اس زبان میں قرآن کے متعدد ترجمے شائع ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کے جو ترجمے اردو میں کئے گئے۔ اُن میں حضرت شیخ عبد القادر ابن شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا ترجمہ موضح قرآن مطبوعہ ۱۷۹۰ء خاص امتیاز رکھتا ہے۔ اردو ترجمہ کا خیال حضرت شاہ ولی اللہ

ترجمہ دیا گیا ہے۔ اُسکے متعدد اڈیشنوں میں ایک اڈیشن جو دو جلدوں پر مشتمل تھا ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۲۹ء میں ہُگلی سے شائع کیا گیا۔ اور ایک اڈیشن جس میں فارسی ترجمہ بھی شامل تھا۔ ۱۸۳۱ء میں کلکتہ میں چھاپا گیا تھا۔ یہ ترجمہ نہایت مستند اور مقبول عام ہے!

برونٹ نے اپنی تالیف میں ایک اور فارسی ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔ جو اصفہان میں چھپا تھا۔ دہلی کے فاروقی پریس نے ۱۳۱۵ھ میں متعدد زبانوں میں قرآن کا ترجمہ شائع کیا ہے اور اُسے قرآن مجید ترجمۃ الثلثہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ تمہید اردو زبان میں ہے اور اصل قرآن کی ترتیب اِس طرح واقع ہوئی ہے۔ کہ اوّل سطر میں عربی زبان اس کے بعد دوسری سطر میں اسکا ترجمہ فارسی زبان میں۔ تیسری سطر میں لفظی اردو ترجمہ اور چوتھی سطر میں سلیس و با محاورہ ترجمہ ہے۔ فارسی ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے۔ متن کے علاوہ حاشیہ پر قرآنی مطالب کی توضیح اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں کی گئی ہے۔ قرآن کے اور فارسی ترجمے بھی موجود ہیں جن میں متن کی شرح حواشی میں کی گئی ہے۔ قرآن کا ایک ترجمہ ریورنڈ ڈاکٹر امام الدین امرت سری نے کیا تھا۔ یہ پہلا ترجمہ ہے۔ جو رومن اردو میں شائع ہوا۔ کرسچن مشن پریس الہ آباد نے اِس کو طبع کرا کر ہندوستان کے طول و عرض میں خاص طور پر اشاعت دی۔

ریورنڈ ڈاکٹر احمد شاہ ایس۔ پی۔ جی مشنری مقیم ہمیرپور نے اصل عربی سے قرآن کا لفظی ترجمہ ہندی زبان میں کیا۔ زبان با محاورہ بیان کی جاتی ہے۔

اسکے علاوہ بے شمار اردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں مولوی نذیر احمد مرحوم اور مولوی فتح الدین صاحب جالندھری کے ترجمہ کو خاص وقعت حاصل ہے۔

یہ بات عام طور پر معلوم نہیں ہے۔ کہ بیضاوی کی تفسیر قرآن کا ترجمہ ملایا زبان میں معہ اصل عربی کے شائع کیا گیا ہے۔

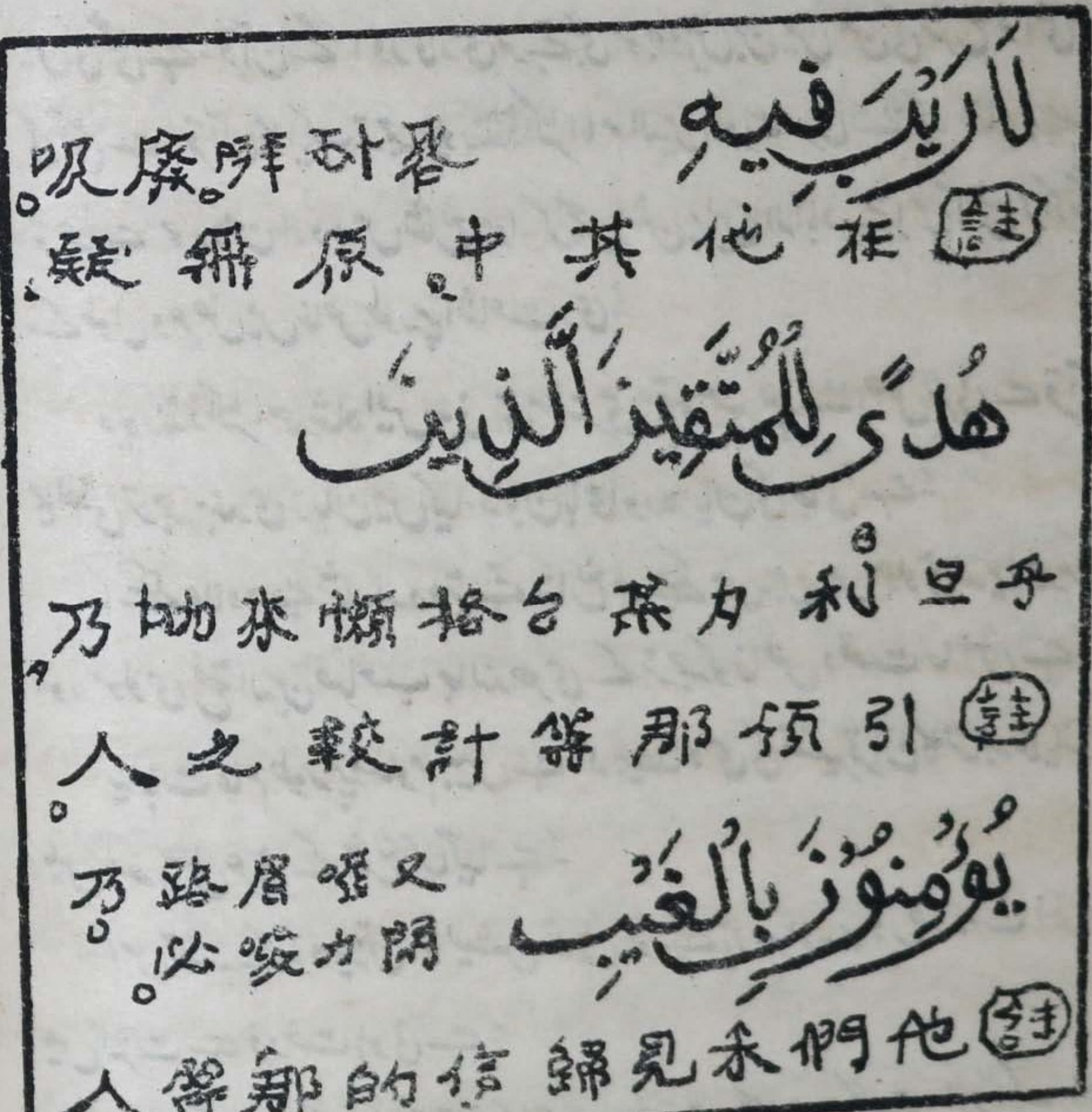
اس تفسیر کے دو یا تین اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ ڈچ ایسٹ افریقہ میں کثرت سے فروخت ہوتی ہے۔

مصنف گجراتی زبان میں اس کا شائع ہونا بھی بیان کرتا ہے۔ لیکن ان تراجم کے متعلق کوئی خاص اطلاع نہیں مل سکی۔

فرانس کے رسالہ "ریویو دموند مزلمان" کی جلد چہارم صفحہ ۶۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا ترجمہ نواح باطوم کی زبان میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

اسی جلد کے صفحہ ۵۴۰ میں ایم۔ الیف۔ فرجانلی اور ایم۔ ایل۔ بوورٹ نے ایک تفسیر کی پوری کیفیت بیان کی ہے۔ جو چینی زبان میں چھاپی گئی ہے۔ چینی ترجمہ عربی متن کے بعد دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد مطالب کی تشریح کی گئی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ عربی متن کا ترجمہ فی نفسہ نہیں دیا گیا۔ بلکہ صرف تفسیر کی گئی ہے۔ ہر ایک عربی جملہ کے بعد چینی زبان میں اس کا مطلب واضح کیا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد آیات قرآنی کو عامۃ الناس کی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔



۱۹۲۱ء میں منتخبات قرآن معہ ترجمہ ایک دیدہ زیب مجلد کی صورت میں پکین سے شائع کئے گئے۔

جاوی زبان میں قرآن کا ترجمہ سمارنگ ڈےکری این بو کھنڈل (بٹیویا) نے ۱۹۱۳ء میں سو سو صفحات کے حصوں میں شائع کیا تھا۔ اس کی طباعت اور عربی متن غیر معمولی طور پر نفیس ہے۔ جاوی زبان میں جو ذیلی حاشیے دیئے گئے ہیں۔ وہ خاص متن کے متعلق ہیں۔ تشریحی نہیں۔

یہ ترجمہ مسٹر لنغز پا نے جو اپنے کو "سلطان ٹرکی کا خادم" بتاتا ہے کیا تھا۔ اُس نے ایک دفعہ رومن کیتھولک مذہب اختیار کر لیا تھا۔ لیکن دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ جامع ازہر کے جاوی طلبہ کو جب یہ ترجمہ دکھایا گیا۔ تو انہوں نے اسکے متعلق بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔

بہرل نے جاوی زبان میں اس سے ایک قدیم ترجمہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۹۰۸ء میں آسٹریلیا کی بپٹسٹ سوسائٹی کے ایک مشنری ریورنڈ ولیم گولڈسیک نے بنگالی زبان میں قرآن کا ترجمہ معہ متن شائع کیا۔ ترجمہ بین السطور ہے۔ اور بیشمار حواشی مسیحی نقطہ نگاہ سے اضافہ کئے گئے ہیں۔

حکیم صوفی میر محمد یعقوب خان نے قرآن کریم کا ترجمہ مرہٹی زبان میں بمبئی سے شائع کیا ہے۔ ہز اگز الٹڈ ہائی نس میر سر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ شہریار دکن نے مترجم کو ایک گرانقدر انعام مرحمت فرمایا۔ ترجمہ کی کئی جلدیں قلمروئے نظام کے مرہٹی مدرسوں کیلئے خریدی گئیں۔ اور مترجم کیلئے ماہانہ منصب تاحیات مقرر ہوا۔

مسٹر نارائن راؤ ایم۔ اے ایل ٹی۔ نے جو راج مندری ضلع گوداوری کے گورنمنٹ آرٹس کالج میں تلیگو اور سنسکرت کے لکچرار ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ تلیگو زبان میں کیا ہے۔ انہوں نے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کے انگریزی ترجمہ سے مدد لی ہے۔

نے مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن سے تلنگو میں قرآن کریم کا ترجمہ شروع کیا ہے؛

مسٹر ایس۔ این کرشن راؤ بی۔ اے نے جو ریاست کوچین واقعہ جنوبی ہند کے ملیالم زبان کے ایک ماہواری رسالہ "سدگرو" کے اڈیٹر ہیں قرآن کا ترجمہ ملیالم زبان میں کیا ہے؛

سلطان عبدالحمید مرحوم کے عہدِ حکومت میں ترکی زبان میں اگرچہ قرآن کے کثیر التعداد تراجم شائع نہیں ہوئے۔ تاہم عربی متن کے ساتھ ترکی زبان میں تفسیریں اکثر شائع ہوئی ہیں۔ اس قسم کا ایک خوبصورت قرآن ۱۳۲۰ھ میں قسطنطنیہ کے بخاریہ پریس سے شائع ہوا تھا۔ دستوری حکومت کے اعلان کے بعد کئی مصنفوں نے مشترکہ طور پر قرآن کا ترجمہ ترکی زبان میں کرنا شروع کیا جس کی قدیم خیالات کے لوگوں نے مخالفت کی۔ تقریباً ۹۔۱۰ برس کا زمانہ ہوا۔ کہ سب سے اول ابراہیم حلمی کی طرف سے قرآن کا ایک ترجمہ "ترجمۃ القرآن" کے نام سے شائع ہوا۔ ایک اور ترجمہ ٹرکی کے ایک پانزدہ روزہ رسالہ "اسلام مجموعہ سی" میں چھپا۔ یہ رسالہ زیر ادارت حلیم ثابت نکلتا ہے؛

ٹرکی میں جدید طرز حکومت کے ظہور نے قرآن کریم کے صحیح ترجمہ کے امکان کو آسان بنا دیا ہے۔ ٹرکی میں اس سے پہلے جس قدر تراجم ہوئے۔ وہ ناکافی۔ ناقص اور ناتمام تھے۔ اب محکمہ معارف کے زیر ادارت ایک مکمل ترجمہ مرتب کیا جائیگا؛

احمدی آفندی آغائف اخبار جون ترک میں رقمطراز ہے۔ "کہ مذہبی اصلاح کے لئے ان تراجم کی واقع میں ضرورت ہے۔ اور صرف اسی ذریعہ سے اسلام کی صداقتیں عوام تک پہنچائی جا سکتی ہیں"۔

قرآن کریم مستشرقین کی نظروں میں

[صفحات آئندہ میں قرآن کریم کے متعلق نامور مستشرقین کے خیالات درج کئے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تعصب کے باوجود قرآن کریم کے فضائل کو تسلیم کیا ہے۔ اور اسپر نظر غائر ڈال کر اُسے مختلف پہلوؤں سے دنیا کی ایک بے نظیر کتاب مانا ہے۔]

قرآن تمام آسمانی کتابوں میں بہترین کتاب ہے،

ڈاکٹر موریس جو فرانس کے نامور اہل قلم مستشرق اور ماہر علوم عربیہ ہیں اور جنہوں نے گورنمنٹ فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا تھا۔ اپنے ایک مضمون میں جو" لابارول فرانسس رومان" میں شائع ہوا تھا۔ ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالمان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" قرآن کیا ہے؟ قرآن کی اگر کوئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے۔ جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو۔ تو وہ اُس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ وہ عظیم الشان فضیلت جسپر تیس کروڑ (چالیس کروڑ۔ مؤلف) انسان فخر کر رہے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ قدرت کی ازلی عنائت نے انسان کیلئے جو کتابیں

کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اس میں آسمان وزمین کے بنانے والے کی حمد وثنا بھری ہے۔ خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے۔ جس نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور ہر ایک چیز کی اس کی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے۔

قرآن علما کے لئے ایک علمی کتاب۔ شائقین لغت کیلئے ذخیرۂ لغات۔ شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ اور شرائع وقوانین کا ایک عام انسائیکلوپیڈیا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤد کے زمانہ سے جان تالموس کے عہد تک نازل ہوئیں۔ کسی ایک نے اُس کی ایک ادنیٰ سورہ کا بھی مقابلہ نہیں کیا۔

یہی سبب ہے۔ کہ مسلمانوں میں اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں جس قدر علم بڑھتا جاتا ہے۔ حقائق پر عبور ہوتا ہے۔ اسی قدر کتاب (قرآن) کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا ہے۔ اس کی تعظیم میں زیادتی ہوتی ہے۔ اس کے عجائبات کے ساتھ اُن کی دلچسپی ترقی کر جاتی ہے۔ آیات کا اقتباس کرتے ہیں۔ کلام کی آرائش ان آیتوں سے بڑھاتے ہیں۔ جس قدر اُن کا پایۂ رفیع ہوتا ہے۔ اور خیالات میں شستگی وشگفتگی ہوتی ہے۔ اسی قدر اپنی رائے وخیال کا مدار آیات قرآنی کو ٹھہرانے میں کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے سینے قرآن کی محبت سے معمور ہیں۔ دل سے اس کو مقدس مانتے ہیں۔ دوسری قوموں کو جو کتابیں یا شریعتیں ملی ہیں۔ اُن کی نسبت نہ اُنہیں کوئی خیال پیدا ہوتا اور نہ رشک آتا ہے۔ اسلئے کہ وہ دیکھ چکے ہیں۔ کہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔ اس کی فصاحت وبلاغت اُنہیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے یہ واقعی بات ہے۔ اور اس کی واقعیت کی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ مسلمان شعرا ونثاران کو دیکھ کر سجدہ کرنے لگتے ہیں۔

قیامت تک کیلئے اس کو سرمایۂ ناز جانتے ہیں۔ اور یقین

دقیق معنی کا یہ ایک موّاج دریا ہے؛

"موسیو ریناش کو اگر اسلامی دنیا کے ساتھ کافی واقفیت کا موقعہ ملا تو اُنہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ مذہب کی بڑی عزت کرتا ہے۔ مذہبی آداب کا نہائیت پابند ہے۔ اُس کے احکام سے وہ بے تعلق نہیں ہونا چاہتا۔ نئی نسل کا ہر فرد اور درسگاہوں کے تمام لڑکے اس صحیفۂ مقدس (قرآن) کی شان میں توہین کا ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ اور سچ بات تو یہ ہے۔ کہ اُن کو گوارا کرنا بھی نہ چاہیئے۔[1] اسلئے کہ قرآن میں دو نمایاں حیثیتیں ہیں۔ اور اِن دونوں حیثیتوں سے وہ تمام آسمانی کتابوں پر مرجّح ہے۔ پہلی حیثیت یہ ہے۔ کہ اس کے انتساب کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ پیغمبر عرب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی نسبت صحیح نہیں ہے (حالانکہ تورات و انجیل وغیرہ میں اس شبہ کی بڑی گنجائش ہے) دوسری حیثیت یہ ہے۔ کہ قرآن کو مسلمان عربی زبان کی حفاظت کا مرجع سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مذہبی اصول کی تطبیق کا ماخذ جانتے ہیں ..... ریناش نے اگر اپنی غلطیوں کی صحت کر دی۔ تو خیالات کو روشن کرنے اور تاریکی کے مٹانے میں اس کتاب کے ذریعہ سے بڑی مدد مل سکتی ہے"

ڈاکٹر ماریس ایک اور جگہ فرماتے ہیں (ملاحظہ ہو تنقید الکلام مصنفہ سید امیر علی باب ١٤) :-

"کوئی چیز عیسائیانِ روم کو اُس ضلالت و غوایت کی خندق سے جس میں وہ گر پڑے تھے، نہیں نکال سکتی تھی۔ بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی اعلائے کلمۃ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے" جاتے تھے۔ اُسی آواز نے دنیا میں کیا۔ اور ایسے عملی پیرایہ میں کیا۔ کہ جس سے بہتر ممکن نہ تھا۔ اور ایک ایسا سیدھا سادہ اور پاک و صاف مذہب دنیا کو سکھایا۔ کہ جس میں بقول فاضل محقق گاڈفری ہگنس "نہ پاک پانی ہے۔

---

[1] ہماری نئی نسل کو ڈاکٹر موریس کے یہ الفاظ غور سے پڑھنے چاہئیں، اور دیکھنا چاہیئے کہ دنیا کو اُن کے ساتھ جو حُسن ظن ہے۔ کیا وہ اس کے اہل ہیں؟ کاش ایسا ہی ہوتا۔ اور کاش اب بھی وہ اپنے کو

نہ تبرک۔ نہ مورت۔ نہ تقریہ۔ نہ سینٹ! اور نہ خدا کی ماں سے اُس پر داغ لگتا ہے۔
اور نہ ایسے مسائل اُس میں ہیں۔ کہ ایمان بدون عمل کے موثر ہو۔ اور نزع کے وقت
کی توبہ کام آئے۔ اور رغایت درجہ کی عنایات اور مغفرت اور خفیہ اقرار بکار آمد ہو جسکا
نتیجہ یہ ہے۔ کہ اُس دین کے پیرووں کو بگاڑ دیں۔ اور پھر مقتداؤں کے حوالے کر دیں۔
جو واقع میں اُن مسائل سے بھی بدتر اور ناچیز بات ہے۔"

قرآن مخالفت کو استعجاب اور مدح وثنا سے بدل دیتا ہے

ڈاکٹر سٹین گاس Dr. Steingass. نامور مولف" انگریزی عربی
وعربی انگریزی ڈکشنری" قرآن کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ وہ کہتے ہیں:-

" قرآن اُن کتب عظیمہ میں سے ہے۔ جو آج تک حیطۂ تحریر میں لائی گئی ہیں۔
اُس میں ایک عظیم ترین انسان کی زندگی اور سیرت کا عکس صاف نظر آرہا ہے۔ کارلائل
کہتا ہے۔ کہ" قرآن کی خاص خوبی اُس کی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے۔" بے شبہ یہ
صحیح ہے۔ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سچائی۔ تلاش حقیقت میں آنحضرت
کی سرگرمی و سنجیدگی اور صداقت اولے کے جزوی حصول پر اُس کو ناراضامند سامعین
کے ذہن نشین کرانے میں آنحضرت کا غیر متزلزل استقلال اور ثبات قدم میرے خیال
میں اُس الوالعزم پیغمبر کی اصلی اور ناقابل انکار "مہر نبوت" ہے۔"

لڈلف کرہل کر کہتا ہے:-

" قرآن عقائد و اخلاق اور نیز اُن پر مبنی قانون کا ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے۔
اُس میں ایک وسیع جمہوریت کے تمام آئین و اصول کے لئے۔ رشد و ہدایت کے لئے۔
انصاف و عدالت کے لئے۔ فوجی تنظیم و ترتیب کے لئے۔ مالیات کیلئے۔ غربا کے متعلق
نہایت محتاط قانون سازی کے لئے بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ لیکن اُن تمام کا سنگ بنیاد
ذات باری کا اعتقاد ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں انسان کی قسمتوں کی باگ ہے۔"

جانچنے کا معیار ہر ایک مسئلہ کی خصوصیت و نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔ مثلاً توحید باری کی صداقت اولے کا اعلان کرتے ہوئے انتہا درجہ کا بلیغ و پاکیزہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مشیت ایزدی کے آگے سر اطاعت خم کرنے اور اس سے غداری و بدعہدی کے دوامی نتائج بیان کرتے ہوئے اُس شعریت مجسم قوم (عرب) کے تخیل کو خطیبانہ بلند آہنگیوں سے اُکسایا گیا ہے۔ رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) کی حوصلہ افزائی یا تسلی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یا لوگوں کو انبیائے قدیم کے حالات سے ڈرانا مقصود ہوا۔ تو انتہائی سنجیدگی اور متانت سے کام لیا گیا۔ درحقیقت جہاں کہیں روزانہ زندگی کو جدید مذہب کے اصول اولیں سے تطبیق دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قرآن کی زبان ضروریات و حاجات روزمرہ کے ساتھ ایک مناسبت پیدا کر لیتی ہے۔ اس لئے اسکے اوصاف کو بحیثیت ایک ادبی تالیف کے فصاحت و بلاغت کے مقررہ اصول و قواعد کی کسوٹی پر نہیں بلکہ اُن نتائج کے اعتبار سے جانچنا چاہئے۔ جو (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ہمسروں اور ہموطنوں میں اُس سے پیدا ہوئے۔ اگر اُس کا کلام ایسا پُرزور اور پُراثر تھا۔ کہ اُس سے خارق المرکز اور باہم متخالف و متضاد عناصر ایک پیوستہ و منظم جسم کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اور اُن میں ایسے خیالات پیدا ہو گئے۔ جو اُن کے سابقہ خیالات سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ تھے۔ تو اس میں کیا کلام ہے۔ کہ اُس کی فصاحت مکمل تھی۔ کیونکہ اُس نے وحشی قبائل میں سے ایک مہذب قوم پیدا کر دی۔ اور تاریخ کے قدیم تانے میں ایک تازہ بانا داخل کر دیا!

"پس ایک تصنیف۔ جو اس قدر قوی اور بظاہر بعید از قیاس جوش دور دراز کے پڑھنے والے میں پیدا کر دے۔ جو دور باعتبار زمانہ کے نہیں۔ بلکہ جس کا بُعد باعتبار ترتیب دماغی اور بھی زیادہ ہے۔ ایک تصنیف۔ جو صرف اُس مخالفت ہی کو دور نہ کر دے جس کے ساتھ اُس نے مطالعہ شروع کیا ہو۔ بلکہ مخالفت کو استعجاب اور مدح و ثنا سے بدل دے۔ اس قسم کی تصنیف بے شک دماغ انسانی کی تعجب انگیز تخلیق کا نمونہ ہے۔

قرآن کی زبان بے عیب۔ فصیح اور بے نظیر ہے

جارج سیل (مترجم قرآن) ایسا متعصب اور نکتہ چین شخص قرآن کریم کے متعلق رقمطراز ہے:۔

"قرآن کریم بے شبہ عربی زبان کی بہترین اور مستند ترین کتاب ہے۔ اور جیساکہ راسخ الاعتقاد مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اور خود یہ کتاب انہیں تعلیم دیتی ہے۔ کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا۔ یہ ایک مستقل معجزہ ہے۔ جو مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ سے بہت بلند پایہ ہے اور تنہا یہ صحیفہ دنیا کو اپنے آسمانی ہونے کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔"

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس معجزہ کی بنا پر لوگوں سے اپیل کرتے تھے۔ کہ وہ انہیں سچا پیغمبر تسلیم کریں۔ حضورؐ نے عرب کے نہائت فصیح اللسان ادبا کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیا تھا کہ ان میں سے کوئی شخص ایک آیت ہی ایسی پیش کردے۔ جو قرآن کریم کی آیت سے لگا کھا سکے۔ اس وقت ملک عرب میں ہزاروں فصحا و بلغا موجود تھے۔ جن کے نغمہ ہائے فصاحت و بلاغت سے عرب کا ریگستان چمن زار بنا ہوا تھا۔"

"میں یہ ظاہر کرنے کے لئے بہت سی مثالوں میں سے صرف ایک مثال پیش کرونگا۔ کہ فی الحقیقت ان لوگوں نے اس صحیفہ کی فصاحت و بلاغت اور حُسن نظام کی تعریف کی ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں عرب کے سب سے زیادہ فصیح و بلیغ شاعر لبید ابن رابعہ کی ایک نظم خانہ کعبہ کے دروازے میں لٹکائی گئی۔ نہائت بلند پایہ نظم کے سوا کسی معمولی نظم کو یہ عزت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ کوئی دوسرا شاعر اسکے مقابلہ میں اپنی نظم پیش نہ کرسکا۔ لیکن جب اس کے پاس ہی قرآن کریم کی دوسری آیت لکھکر لٹکائی گئی تو خود لبید (جو اس وقت بت پرست تھا) اِس آیت کے ابتدائی الفاظ ہی پڑھکر انگشت بدنداں رہگیا۔ اور بے ساختہ تعریفی کلمات اس کی زبان سے نکل گئے۔ لبید فی الفور

کہ ایسے الفاظ صرف ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکل سکتے ہیں.....

"قرآن کریم کی عبارت نہائت فصیح، خوبصورت اور رواں ہے خصوصًا جہاں اس میں دیگر صحائف آسمانی سے مشابہ ملہمانہ عبارت درج ہے۔ یہ ایک جامع و مختصر صحیفہ ہے۔ اور مشرقی مذاق کے مطابق اسکے حروف جلی ہیں۔ اس میں فصیح و خوبصورت اور پُر معنی جملے ہیں اور خصوصًا وہ آیات نہائت فصیح و بلیغ ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و شوکت اور صفات کا تذکرہ ہے۔ قاری کو اس صحیفہ میں ایسی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ اگرچہ پڑھنے والے کے نزدیک میرا ترجمہ متن کا اصل مفہوم ادا نہ کرتا ہو۔ باوجودیکہ مینے نہائت تندہی سے منصفانہ طریق پر ترجمہ کیا ہے"

قرآن کا مسحور کرنے والا اعجاز

ریورنڈ جی۔ ایم۔ راڈویل جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ بہ ترتیبِ نزول سُوَر کیا ہے اور بڑے متعصب پادری ہیں۔ آخر اس قدر تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ کہ

"(قرآن کی تعلیم سے) عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے۔ جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو..... بُت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے۔ اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دُور کرنے۔ اور ازواج کی تعداد گھٹا کر اُس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کے لئے برکت اور قدوم حق تھا۔ گو عیسائی مذاق پر وحی نہ ہو۔

قرآن ملک فتح کرنیوالی سلطنتیں قائم کر سکتا ہے

"قرآن نے جس طور پر خدا کی ذات کی تعریف بلحاظ اُس کی وحدانیت اور تمام جہان کا پروردگار اور عالم الغیب اور قادر مطلق ہونے کے بیان کی ہے۔ اُس کے لئے وہ نہایت اعلیٰ درجہ کی تعریف کا مستحق ہے۔ اور یہ بھی مان لینا واجب ہے۔ کہ قرآن

نہایت اعلیٰ درجہ کی عمیق سچائی ہے۔ جو ایسے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ جو باوجود اختصار کے قوی اور کثیر الدلالۃ اور ملہمانہ حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور اُس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اُس میں ایسے اصول موجود ہیں۔ جنپر نہایت قوی قومیں اور گو مستقل اور قیام پذیر بادشاہتیں تو شاید نہیں۔ مگر ملک فتح کرنے والی سلطنتیں ضرور قائم ہو سکتی ہیں۔

قرآن میں ایک وسیع قوت موجود ہے

"یہ زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ ایک بے آب و علف جزیرہ نما کے باشندے جن کے افلاس کی برابری صرف اُن کی جہالت ہی کر سکتی تھی، نہ صرف نئے مذہب کے پُر جوش اور سچے پیرو بن گئے۔ بلکہ حضرت) عمر(رضہ) اور بہت سے اور لوگوں کی طرح اُسکے بزورِ شمشیر پھیلانے[1] والے ہو گئے وہ لوگ مملکتوں کے بانی، شہروں کے آباد کنندہ اور جتنے کتب خانے انہوں نے خراب[2] کئے تھے۔ اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنے والے ہو گئے۔ فسطاط۔ بغداد۔ قُرطبہ اور دھلی کو وہ قوت حاصل ہوئی کہ عیسائی یورپ کو کپکپا دیا۔ اور اس طرح سے قرآن۔ جس میں یہ وسیع قوت پائی جاتی ہے۔ اور جس میں ایسے اصول ہیں۔ کہ جو اس قوت کے ظہور کا منبع ہیں اس قابل ہے۔ کہ اس کی قدر ہمیشہ بلحاظ ایک مجموعہ قوانین اور سلسلہ تعلیم مذہبی کے اُن تبدیلیوں کے اندازہ سے ہونی چاہئے۔ جو اُس نے اُن لوگوں کی عادات و اعتقادات میں کیں۔ جنہوں نے اُسکو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔"

قرآن ہمیشہ مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ رہا ہے

پروفیسر اڈورڈ مونٹے اپنی تالیف "عیسائی مذہب کی اشاعت اور اُس کے

---

[1] و [2] یہ ہر دو الزامات قطعاً بے بنیاد ثابت ہوئے ہیں۔ اور اب اُن کی غلطی کو خود مخالفین بھی تسلیم کرنے لگے ہیں۔ پہلے الزام کے لئے "پریچنگ آف اسلام" مصنف ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ اور دوسرے کے لئے علامہ شبلی[illegible]

مخالف مسلمان" (صفحہ ۱۷ و ۱۸ پیرس سنہ ۱۸۹۰ء) میں لکھتے ہیں:-

"اگر لفظی و تاریخی اعتبار سے شائستگی و معقولیت Rationalism کے معانی کو بہت زیادہ وسعت دیجائے تو اسلام یقیناً ایک معقول مذہب ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق جو دلائل کے رو سے قائم کردہ اصولوں پر مذہبی اعتقادات کی بنیاد رکھتا ہے۔ اسلام پر "معقولیت" کی تعریف ہو بہو صادق آتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پیکر ذوق سوہیکل جذبہ تھے۔ اور حضور کا آئینۂ قلب جوشِ ایمان کی ضیا اور یقین کامل کے لمعات سے روشن تھا۔ آنحضرت ؐ نے اس بیش بہا وصف کی جلوہ باریوں سے اپنے کثیر التعداد پیروؤں کے سینوں کو منور کردیا۔ حضور ؐ نے اپنے اس آئین اصلاح کو الہام کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ لیکن اس قسم کا الہام ایک قسم کا کشف ہے حضورؐ کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے۔ جو معقولیت کے امور مسلّمہ پر مبنی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک عقیدۂ اسلام کو مجلاً یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور اس کا رسول (صلعم) برحق ہے۔ اور ہم جو ٹھنڈے دل سے حضورؐ کی تعلیم و اصول پر نہایت دِقّتِ نظر سے غور کرتے ہیں۔ اس مذہب کے عقیدے کو مختصراً ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ "توحید و رسالت کا یقین" اور "خدا اور عاقبت پر ایمان" یہ دو اصول جو مذہبی عقیدہ کی اساس اور مذہبی افراد کے نزدیک استدلال و معقولیت کے مضبوط سنگ بنیاد پر قائم ہیں قرآن (کریم) کی مقدس تعلیم کا لب لباب ہیں۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع وہ زبردست قوتیں ہیں۔ جو مذہب اسلام اور اُس کی تبلیغ و ترقی میں برابر عمل کر رہی ہیں۔ لیکن پیغمبرِ عالم (صلعم) کی مقدس تعلیم و تلقین کی ہر معنی میں عالمگیر ترقی کے باوجود قرآن (کریم) مسلمانوں کا ہمیشہ ملجا و ماوی رہا ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال و جبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اُس کی مثال مشکل سے ملیگی۔ ایک ایسے مذہب کے متعلق جو ایسا مکمل۔ روحانیات کی تمام

سمجھ سکتا ہو۔ توقع کیجا سکتی ہے کہ اس میں لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کی معجزانہ طاقت ہوگی۔ اور حقیقۃً اسلام میں ایسی طاقت موجود ہے۔"

قرآن ضرور الہامی کتاب ہے

ریورنڈ آر۔ میکسویل کنگ اپنی تقریر "دین اسلام" میں جو ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو قدیم پریسبائٹرین چرچ نیوٹونارڈز میں کی گئی۔ فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے۔ جو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانۂ نبوت کے الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں نہ صرف مذہب اسلام کے اصول و قوانین مندرج ہیں۔ بلکہ اخلاق کی تعلیم۔ روزمرہ کے کاروبار کے متعلق ہدایات اور قانون بھی ہے۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت ہے۔ کہ اسلام کی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔

قرآن نے یہودیوں۔ عیسائیوں۔ اور زرتشتیوں کے مذاہب پر پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔

جس طرح خدا نے یہودیوں کی تورات سے۔ عیسائیوں کی انجیل سے رہنمائی کی۔ اسی طرح مسلمانوں کو قرآن سے صراط مستقیم دکھائی۔

مذہب اسلام کی بنا جمہوریت پر ہے۔ وہ تمام بنی نوع بشر کو برابر سمجھتا ہے۔ اور انسانی روح کو اُس ذات پاک سے اور بھی پیوستہ کرتا ہے۔ جس سے وہ آگے ہی گہرا تعلق رکھتی ہے۔ نیز جو اُس کا منبع ہے۔

اسلام کی جمہوری تعلیم میں ایک حصہ عورتوں کے متعلق بھی ہے۔ قرآن میں جہاں کہیں عورتوں کا ذکر آیا ہے تعظیمی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ماں کے ساتھ محبت رکھنے۔ اور اُس کی تعظیم کرنے اور بیوی کے ساتھ محبت و شفقت کرنے پر پورا زور دیا گیا ہے۔"

پیروانِ اسلام کا حُسن اخلاق قابل تعریف ہے۔ اُن کا طرز عمل خدا کے احکام کے تابع ہے۔ تسلیم و رضا یعنی اپنے تمام امور خدا کے سپرد کر...

ایک لازمی شرط ہے۔

جو مذہب رضائے الٰہی پر راضی رہنے کی ایسی عمدہ تعلیم دے۔ اُسکے پیرو یقیناً صداقت دوست اور انصاف پسند۔ داد وستد کے کھرے۔ اور عہد کے پکے ہوں گے۔ یہ قرآن سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اس کے برخلاف ثابت کرنا چاہیں۔ تو ہماری اپنی عقل ہی انکار کر دے گی۔

اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ قرآن محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب توریت اور انجیل وغیرہ سے لیا گیا ہے۔ مگر میرا ایمان ہے۔ کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کوئی شئے ہے۔ اور الہام کا وجود ممکن ہے۔ تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام سچے نبی نہ تھے۔ اور قرآن اُن کی ذاتی تصنیف ہے۔ اگر یہ ہو۔ تو محمد (صلعم) کو ایسی کتاب کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ اپنے کو خود ہی ملامت کرتے۔ اور پھر اس سرزنش کو قرآن میں رہنے بھی دیتے!

قرآن ایک عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام پیش کرتا ہے

موسیو او جین کلافل نامور فرانسیسی مستشرق جنھوں نے یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبی مسائل وعقائد کی تحقیق وتدقیق میں اپنی تمام عمر صرف کر دی۔ اپنے ایک مضمون کے تحت میں جو ۱۹۰۱ء میں فرانسیسی اخبارات میں شائع ہوا۔ رقمطراز ہیں:۔

"قرآن مذہبی قواعد واحکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں اجتماعی (سوشل) احکام بھی ہیں۔ جو نوع انسان کے لئے زندگی کی ہر حالت میں مفید ہیں۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے کہ وہ ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے تمدن کے قوانین۔ جرائم اور اُن کی سزاؤں کے قوانین اور وہ قوانین جن میں دنیا کی مختلف اقوام کے درمیان تعلق کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ حفظان صحت کے قوانین بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نظام کو جس کا دائرہ وسیع ہے۔ دنیا کی تمام قوموں کے

پس اُن کا مقصد اعظم یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو مادّی ترقی کا بلند ترین درجہ حاصل ہو۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کے قومی اتفاق کا مسئلہ جو آج کل یورپ میں زیر بحث ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام کی بنیاد ہی اس اصول پر رکھی گئی ہے۔ اور اس کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ دنیا کی مختلف قومیں اسلام کے عَلَم کے نیچے جمع ہوں۔ مسلمانوں کی اتفاق کا مسئلہ سلافی اور جرمن اقوام کے خیالات سے بالکل مختلف ہے۔ اور دونوں کی ایک غرض نہیں ہے "۔

جب ہم اس زمانہ پر خیال کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنی نبوت اور رسالت کا عَلَم بلند کیا۔ اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین تیار کیا گیا۔ جو دنیا کی ملکی۔ مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے۔ تو ہم نہائت حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا۔ پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ اسلام ایک ایسا مجموعہ قوانین ہے۔ جو ایک بلند ترین انسانی دماغ کا نتیجہ ہے "۔

قرآن ایک مشترکہ قانون اور ایک زبردست تحریکِ عمل ہے

ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب موسومہ "محمد اور قرآن" میں اسلام کے صحیفۂ آسمانی ہونے کے متعلق یہ خیالات ظاہر کئے ہیں " قرآن عالم اسلامی کا ایک مشترکہ قانون ہے یہ معاشری ملکی۔ تجارتی۔ فوجی۔ عدالتی اور تعزیری معاملات پر حاوی ہے۔ لیکن با ایں ہمہ ایک مذہبی ضابطہ ہے۔ اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنایا ہے۔ مذہبی رسوم سے لیکر حیات روزمرّہ کے افعالِ روحانی نجات سے جسمانی صحت۔ اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق۔ شرافت سے دنائت اور دنیوی سزا سے لیکر اخروی عقوبت تک تمام امور کو سلکِ ضابطہ میں منسلک کر دیا ہے "۔ ایک اور مقام پر لکھا ہے " قرآن کے بے شمار اوصاف میں سے دو زیادہ واضح ہیں اول وہ ہیبت و احترام کا لہجہ جو اُس خالقِ اکبر کے متعلق ہر جگہ اس میں ملحوظ رکھا گیا ہے

کہ اس میں اول سے آخر تک غیر فصیح۔ مخرب اخلاق اور نامناسب خیالات۔ محاورات اور حکایات کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا۔ جو تمام خرابیاں افسوس ہے کہ اس کتاب میں بکثرت موجود ہیں جس کا نام پیروانِ مسیح نے "عہد قدیم" رکھا ہے۔"

"عیسائیت اور اسلام" کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ امر ضرور ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ عیسائی فطرۃً یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان پر عیسائیت کا اثر و گرفت اس کے اصولوں کی بنا پر ہے۔ اس طرح عیسائی مذہب و اخلاقیات کو ایک دوسرے سے مختلف ومتباین قرار دیتے ہیں۔ مگر بخلاف اسکے اسلام نے اپنے اصولوں کے بل پر نہیں بلکہ عملاً اپنے پیرووں کے اخلاقی۔ اجتماعی۔ آئینی اور سیاسی خیالات و حالات پر اثر کیا ہے۔ اسلیئے مسلمانوں کے نزدیک ایک لفظ "اسلام" حب وطن۔ شریعت۔ روائت۔ آئین حکومت۔ حق کے تمام معانی کو محیط ہے۔ قرآن کریم نے جس مذہب کی بنیاد ڈالی ہے۔ وہ زبردست اور مکمل وحدانیت ہے۔ اس میں ہر جگہ صاف طور پر الوہیت کا جلوہ نظر آتا ہے۔"

قرآن کا مخرج وہ ہستی ہے جس کی تھاہ کسی نے نہیں پائی

کارلائل ایک مشہور فاضل اور محقق گذرا ہے۔ وہ کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر تھا۔ جمال الدین ابن تعزی بردی کی کتاب مورد اللطافت کے ایک حصہ کا اُس نے لاطینی میں ترجمہ کیا تھا۔ کارلائل اگرچہ مسیحیت کا حلقہ بگوش تھا۔ لیکن قرآن کا جب اُس نے مطالعہ کیا۔ تو اُسے مجبوراً یہ لکھنا پڑا۔ کہ

"جب تم ایک دفعہ قرآن (کریم) کو بغور پڑھ چکو۔ تو اُس کی خصوصیتیں منکشف ہونے لگتی ہیں۔ اس کتاب میں ایک خوبی ایسی ہے۔ جو ادبی خوبیوں سے بالکل مختلف ہے۔ اگر ایک کتاب کا مضمون مصنف نے دلی توجہ سے ادا کیا ہے۔ تو اس کے الفاظ دوسرے لوگوں کے دلوں پر بھی اثر ڈالتے ہیں۔ اور اس صفت کے مقابلہ میں ہر قسم کی مہارت اور

یعنی اِس حقیقت میں کہ وہ حقیقی معنوں میں ایک کتاب ہے۔ میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے۔ اور یہ وہ خوبی ہے جو ایک کتاب کے لئے جو واقع میں کتاب کہلانے کی مستحق ہے۔ موجود ہونی چاہئے۔ دیگر اوصاف اس خوبی سے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ سچ ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی سے ہو سکتی ہے۔"

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:۔

"جو سخت اور کرخت پیغام اُس (پیغمبر اسلام صلعم) نے دنیا کو دیا۔ بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا۔ اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا۔ مگر اُس کا مخرج وہی ہستی تھی۔ جس کی تھاہ کسی نے بھی نہیں پائی۔"

قوم عرب میں ایک الوالعزم پیغمبر ایسے کلام (قرآن) کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی ہو گئی۔ گویا ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی جس کو اندھیرے میں کس مپرس ریگستان نے زور شور سے اڑ جانے والی بارود کی طرح نیلے آسمان پر اُٹھتے ہوئے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا۔"

قرآن کے کلام پر عقل حیرت زدہ ہے

کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی کتاب "الاسلام" میں جو کونٹ موصوف نے فرنچ میں لکھی۔ اور جس کا ترجمہ مصر کے مشہور مصنف احمد فتحی بک زاغلول نے ۱۸۹۸ء میں شائع کیا لکھتے ہیں:۔

"قرآن کی وحی کا مسئلہ اور بھی زیادہ مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ کیونکہ ارباب بحث اسکو معقول طور پر حل نہیں کر سکے۔ عقل بالکل حیرت زدہ ہے۔ کہ اس قسم کا کلام اُس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا۔ جو بالکل اُمّی تھا۔ تمام مشرق نے اقرار کیا ہے۔ کہ یہ وہ کلام ہے۔ کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ وہی کلام ہے۔ جس کی بلند انشا پردازی نے عمر بن خطاب کو مطمئن کر دیا۔ اور وہ خدا کے معترف ہو گئے۔ یہ وہی کلام ہے۔

پڑھے۔ تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور بشپ چلا اُٹھا۔ کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے۔ جس سے عیسیٰ (علیہ السلام) کا کلام نکلا تھا۔"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے۔ اور وہ اُسوقت سے تا ایں دم ایک ایسا مہتم بالشان راز چلا آتا ہے۔ جس کے طلسم کا توڑنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔"

"ایشیا اور شمالی افریقہ میں اسلام کے پھیلنے اور مختلف قوموں کو اپنا زیر بنانے کی ایک اور بھی وجہ ہے۔ ..... اسلام کا اصول یہ تھا۔ کہ جو قوم اسلام قبول کر لیتی تھی۔ اُس کے جان و مال ہر طرح سے محفوظ ہو جاتے تھے۔ لیکن جو قوم اپنے آبائی مذہب پر قایم رہنے کو ترجیح دیتی تھی۔ اس پر ایک خفیف ٹیکس بنام جزیہ لگا کر اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا تھا جس کا مستحق عام مسلمانوں کو سمجھا جاتا تھا۔ اور دین اسلام کے مبلغین ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے تھے۔ یہ قرآن کریم کی تعلیم کا اثر تھا۔ اور خلفاء راشدین کا اسی پر عمل رہا۔"

"اسلام کے سائے میں عیسائی مطمئن ہو گئے۔ دعات اسلام میں کوئی شخص ان کے مذہب سے متعرض نہیں ہوتا تھا۔ اور اصلی عیسائی اور مرتدوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ برتاؤ وہ تھا۔ جس کا خود قرآن نے حکم دیا تھا۔ اور خلفائے اولین اس پر کاربند تھے۔"

قرآن کی نظیر سارے جہان میں نہیں مل سکتی

انگلستان کا نامور مورخ ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف "سلطنت روما کا انحطاط و زوال" کی جلد ۵ باب ۵۰ میں لکھتے ہیں:-

"قرآن کی نسبت بحر اطلانٹک سے لیکر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے۔ کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے۔ قانون اساسی ہے۔ اور صرف اصولِ مذہب ہی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ احکام تعزیرات کے لئے۔ تمدن کے لئے۔ اور اُن قوانین کے لئے بھی ہے۔ جن پر نظام عمران کا مدار

حقیقت یہ ہے۔ کہ محمد (صلعم) کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ وہ اپنے تمام احکام میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے فقیر و گداگر تک کے لئے مسائل و ہدایات رکھتی ہے۔ یہ وہ شریعت ہے۔ اور ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے۔ کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"تثلیث اور خدا کے مجسم ہونے کے رموز و اسرار وحدۃ الوجود کے عقیدہ واصول کی نفی اور تکذیب کرتے ہیں۔ مزبورہ رموز و اسرار سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ تین ہمرتبہ خداؤں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور (حضرت) مسیحؑ کو جو ایک انسان ہیں۔ خدا کا بیٹا ظاہر کرتے ہیں قدیم زمانے کی تفسیر صرف ایک راسخ العقیدہ عیسائی کو مطمئن کر سکتی ہے (حضرت) محمدؐ (مصطفےٰ صلعم) کا ایمان و عقیدہ ہر قسم کی پیچیدگی و ابہام سے پاک و صاف ہے۔ اور قرآن (مجید) خدا کی وحدانیت کی ایک زبردست شہادت ہے۔"

اپنی تالیف میں ایک اور جگہ رقم فرماتے ہیں:۔

"قرآن وحدانیت خدا کا ایک شاہد عظیم ہے۔ ایک فلسفی موحد بے تکلف مذہب اسلام میں شریک ہو سکتا ہے۔ ایک مذہب۔ جو شائد ہم لوگوں کی موجودہ سمجھ کے لئے بہت عالی ہے۔"

قرآن کی تعلیم ہی اخلاقی قانون کا کام دے سکتی ہے

مسٹر مارماڈیوک پکتھال

Mr. Marmaduke Pickthall.

نے "اسلام اینڈ ماڈرنزم" پر لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا:۔

"وہ قوانین جو قرآن میں درج ہیں۔ اور جو پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) نے سکھائے۔ صرف وہی اخلاقی قوانین کا کام بھی دے سکتے ہیں۔ آپ اس سے کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ کہ یہی ایک قانون ہے۔ جس پر ہر ملک وملت کے وہ باشندے عمل پیرا

صرف اسی میں مذہب کے دونوں رُکن یعنی حقوق اللہ و حقوق العباد کو کامل طور پر موصلت دی گئی ہے۔ اس بات کا اقرار نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ ان عیسائیوں اور یہودیوں نے بھی کیا ہے۔ جنہوں نے اس کا مطالعہ کیا ہے"

قرآن تقلید شخصی کا مانع ہے

گذشتہ چند سالوں میں مسلمان اس قانون کے لفظوں کی اُدھیڑ بن کرتے رہے ہیں اور انہوں نے اصلی مدعا کو ضبط کر دیا ہے۔ کسی شیخ الاسلام یا مجتہد کے فتوی کی اندھی تقلید کرنا یا کسی قانون کے معمولی سے اختلاف یا اجتہاد میں مبالغہ کرنا۔ الغرض اس قسم کی تمام کاہلیت کو قرآن نے بہت مذموم قرار دیا ہے"

قرآن فی الواقع اعجوبہ روزگار ہے

مسٹر موصوف نے مسلمانان لنڈن کے روبرو "خدا کی بادشاہی" پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"قرآن جس کے اعجاز کو خود محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے اکثر اپنے الٰہی مقصد کے ثبوت کے طور پر پیش کیا، حقیقت میں ایک معجزہ ہی معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ محمد (صلعم) اگرچہ تہذیب یافتہ تھے۔ مگر اُمّی تھے۔ اور اس امر میں شک کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں ہے۔ کہ اُس عجیب و غریب فصاحت کا ایک بڑا حصہ آنحضرت (صلعم) کے عالم بیہوشی میں نازل ہوا۔ ..... اس کتاب کی سی کوئی اور کتاب صفحۂ عالم پر موجود نہیں ہے۔ یہ کتاب فی الواقع اعجوبہ روزگار ہے"

قرآن ایک بیّن معجزہ ہے

الکس لوازون مشہور فرانسیسی فلاسفر اپنے ایک لکچر میں فرماتے ہیں:۔

"قرآن جس کو خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر انسانوں کی رہنمائی کے لئے نازل کیا۔ بے شک ایک روشن اور پُر حکمت کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی

فرستادہ تھا۔ بلکہ وہ ایک ایسا عظیم الشان اور جلیل القدر نبی تھا۔ جس نے بارادہ الٰہی اسلام جیسے عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھی۔ اور اسے کتم عدم سے عالم وجود میں لانے کی توفیق پائی اُس کے پیرؤوں کی تعداد تیس کروڑ (بلکہ چالیس کروڑ) سے بڑھ گئی۔ جنہوں نے سلطنت روما کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کردیا۔ اور ارباب ضلالت کی جڑوں کو اپنے فتحمند نیزوں کی نوکوں سے کاٹ ڈالا۔ یہاں تک کہ اُن کے ذکر سے مشرق و مغرب کی مقتدر طاقتیں کانپ اُٹھیں۔"

یہی محقق اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں لکھتا ہے:۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے باوجودیکہ وہ اُمی تھا۔ اور لکھ پڑھ نہ سکتا تھا۔ ایک ہی وقت میں تین عظیم مقاصد یعنی قومیت۔ دیانت اور شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے پیش کی۔ جو بلاغت کا ایک زبردست نشان۔ شریعت کا واجب العمل دستور اور دین و عبادات کا قابل اذعان فرمان ہے۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے۔ جو اس وقت تمام دنیا کے ۱/۴ حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔ اُس کی انشاء و حکمت کو ایک بین معجزہ مانا جاتا ہے۔ اور خود اُس کے مخاطب نے بھی اُسے بطور اعجاز پیش کیا ہے۔"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"جدید علمی اکتشافات میں یا اُن مسائل میں جن کو ہم نے اپنی علم کے زور سے حل کیا ہے۔ یا ہنوز وہ زیر تحقیق و نظر ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تعلیمات قرآنی کے مخالف ہو ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہم نشیں بنانے میں ابتک جتنی کوششیں کی ہیں اسلام و قرآن میں یہ سب کچھ پہلے ہی موجود ہے۔ اور پوری طرح سے موجود ہے۔"

قرآن میں تمام آداب و اصول حکمت و فلسفہ موجود ہیں

موسیو سید یو جو فرانس کا ایک مشہور و معروف مستشرق ہے۔ "خلاصہ تاریخ العرب" (صفحات ۵۹ و ۶۳ و ۶۴) میں لکھتا ہے:۔

"قرآن ایک واجب التعظیم کتاب ہے۔ جس نے بتایا ہے۔ کہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں۔ اور بندوں کے حقوق اور تعلقات خدا سے کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ اس میں فلسفہ اور اخلاق کی ہر قسم کی باتیں مذکور ہیں۔ فضل و کمال۔ عیب و نقصان۔ حقیقت اشیا۔ عبادت و اطاعت۔ گناہ و معصیت۔ غرضکہ کوئی بات ایسی نہیں جس کا جامع قرآن نہ ہو۔ واقعات کے اعتبار سے اُس کی آیتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اُترتی رہیں' اور یہی ایک چیز تھی جس نے سارے عرب میں قومیت پیدا کی۔ جنگجو قبائل میں اتحاد و اتفاق کی بنیاد ڈالی۔ اور دنیا میں ایک عالمگیر رابطہ پیدا کیا۔

"وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں۔ جن کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے۔ جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں۔ اُن میں سے ایک جزئیہ بھی ایسا نہیں۔ جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال و میانہ روی کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں کی تاریکی سے باہر نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے۔ . . . . اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں اُن کے تاریک ضمیر ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ قرآن کی اُن صریح آیتوں کو بالکل نہیں دیکھتے۔ جن کے اثر سے عرب کی تمام بُری اور معیوب عادتیں جو مدتہائے دراز سے سارے ملک میں رائج تھیں مٹ گئیں۔ مثلاً بدلہ لینا۔ خاندانی عداوت کی پابندی و کینہ وری۔ جور و تعدی کا اظہار۔ جس کا رواج پہلے بھی یورپ میں تھا۔ اور اب بھی ہے۔ جو ڈوئیل کی صورتیں اختیار کئے ہوئے ہے۔ دختر کشی وغیرہ وغیرہ یہ ساری مذموم رسوم قرآن نے مٹا دیں۔ . . ."

قرآن کے بغیر دنیا کا امن و امان قائم نہیں رہ سکتا

نامور فرنچ مستشرق موسیو گاسٹن کارنے فرانس کے مشہور اخبار "نگارو" میں ایک نہائت دلچسپ سلسلہ مضامین سنہ ۱۳۳۰ھ میں شائع کیا جس کا عنوان تھا "کیا اسلام زمانہ سے معدوم ہو گیا۔ تو امن و امام قائم رہ سکیگا" اس کا ترجمہ اُسی زمانہ میں بیروت کے

درج کیا جاتا ہے:۔

"یہ ایک کھلی ہوئی صاف اور واضح بات ہے۔ کہ اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب (سوشل ریلیجن) ہے۔ جس کو دنیا کی ۱/۴ حصہ آبادی دین حق تسلیم کرتی ہے۔ اور گویا دنیا کی ہستی اس مذہب کی بقا و ہستی پر منحصر ہے۔ ہمیں معلوم ہے۔ کہ اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن کریم) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں۔ جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے۔ اور جو گویا اسلام ہی کے امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے۔ اس حیرت انگیز سائنٹفک مذہب (اسلام) نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے بنیادی وسائل و ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ گو ہم میں کوئی شخص بھی اُس کی فضیلت کا اعتراف نہ کرے۔ اور اُس کے احسان کا رہین منت نہ ہو۔ مگر امر واقع یہی ہے۔"

اپنے مضمون میں مستشرق موصوف سوال کرتا ہے۔ کہ "روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا۔ مسلمان نیست و نابود ہو گئے۔ قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا یہ سب ہو ہوا کر دنیا میں امن و امان قائم رہ سکیگا؟" اور پھر خود ہی جواب دیتا ہے۔ کہ "نہیں ہرگز نہیں"

قرآن احکام حفظ صحت کے لحاظ سے تمام کتب سماوی میں ممتیز ہے

نامور جرمن فاضل اور مستشرق جو ایچ دی بولف۔ جرمنی کے مشہور علمی رسالہ "دی ہائف" بابت ۱۹۱۳ء میں "اسلام کے واجبات و فرائض حفظ صحت" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میں اسوقت اسلام کے اُس خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ جس پر اس وقت تک شائد کسی یورپین نے غور نہیں کیا۔ یہ پہلو اُن احکام و قوانین سے تعلق رکھتا ہے۔ جو قرآن کریم نے حفظ صحت و تندرستی کے متعلق اپنے ماننے والوں پر فرض کئے ہیں۔ میں نہائت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ روئے زمین کی تمام کتب سماوی میں قرآن کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے۔ اگر ہم اُن شاندار مگر سادہ واجبات و فرائض حفظ صحت

پر غور کریں۔ جو قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں اور پھر اس امر پر غور کریں کہ اُن کی پابندی کرنے والوں کو جنت الفردوس کے مستحق قرار دینے میں اُس کی کیا حکمت ہے تو ہم پر روشن ہو جائیگا کہ اگر یہ صحیفۂ آسمانی اور کلام ربانی ساکنان ایشیا کو نہ ملتا، تو ایشیا کا ساوہا آفرین خطۂ زمین یورپ کے حق میں اور بھی بلاخیز ہوتا۔ اسلام نے صفائی۔ طہارت اور پاکبازی کی صاف وصریح ہدایات نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچایا ہے۔"

قرآن غائت درجہ کی موثر اخلاقی نصائح کا مجموعہ ہے

چیمبرس انسائیکلوپیڈیا میں "محمدن ازم" کے زیر عنوان لکھا ہے:۔

"مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس سے اُس کے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ نہائت کامل اور غائت درجہ کا موثر ہے۔ اس سے ہماری مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں۔ یہ نصیحتیں کسی ایک یا دو یا تین سورتوں میں مجتمع نہیں ہیں۔ بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت (قرآن مجید) میں سلسلۃ الذہب کی مانند ملی جلی ہیں۔ ناانصافی، دروغ گوئی۔ غرور۔ انتقام۔ غیبت۔ استہزا۔ طمع۔ فضول خرچی۔ حرام کاری۔ خیانت اور بدگمانی کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اور اُن کو قبیح اور خلاف مذہب بتایا ہے۔ اور بمقابلہ اُن کے خیر اندیشی۔ فیض رسانی۔ پاکدامنی۔ حیا۔ بردباری۔ صبر۔ تحمل۔ کفائت شعاری۔ سچائی۔ راستبازی۔ عالی ہمتی۔ صلح پسندی۔ حق دوستی۔ اور سب پر بالا توکل برخدا اور انقیاد امر الٰہی کو سچی ایمانداری کی اصل وبنیاد اور مومن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے۔"

قرآن زندہ و پُرزور جوش ایمان پیدا کرتا ہے

فرانس کا نامور مستشرق ڈاکٹر گستا ولی بان کہتا ہے:۔

قرآن جو مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے نہ فقط اُن کا مذہبی دستور العمل ہے بلکہ

اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے (قرآن کے ذریعہ سے) پہلے پہل وحدانیت خالص ومحض کی اشاعت دنیا میں کی ... جس نے ان تمام قوموں کو جو مصریوں کے سلاطین قسطنطنیہ کے وقت سے عیسائی چلی آتی تھیں دعوت نبوی ہونے کے ساتھ ہی مسلمان ہو جانے پر آمادہ کر دیا۔ حالانکہ ایسی کوئی مثال کسی قوم کی خواہ وہ فاتح ہو یا مفتوح، موجود نہیں ہے جس نے کبھی دین عیسوی قبول کیا ہو۔ کسی مذہبی کتاب کے فوائد عامہ کا اندازہ کرتے وقت یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ اس میں فلسفی خیالات کیسے ہیں (کیونکہ یہ عموماً بہت ہی کمزور ہوا کرتے ہیں) بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ جن اعتقادات دینی کی تعلیم اس کتاب میں کی گئی ہے انہوں نے دنیا میں کیا اثر پیدا کیا؟ جس وقت اسلام کو اس نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ..... اسلام قلوب میں اس قسم کا زندہ و پرزور جوش ایمان پیدا کر دیتا ہے کہ پھر اس میں مطلقاً شک و تذبذب کی گنجائش نہیں رہتی۔"

قرآن ایک قانون فطرۃ ہے

سر ولیم میور نے عمر بھر میں اپنی ساری قوت حمائت تثلیث اور مخالفتِ اسلام میں صرف کر دی تھی اور اگرچہ تعصب نے اسے پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رسالت اور قرآن کریم کے اعجاز کا اعتراف نہیں کرنے دیا لیکن صداقت کی طاقت دیکھئے کہ انجام کار اس کی خوبیوں کا کم وبیش اقرار طوعاً وکرہاً اسے بھی کرنا پڑا۔ وہ لکھتا ہے کہ "قرآن میں فطرت اور کائنات سے بہت سے دلائل اخذ کئے گئے ہیں جن سے مقصود خدا کو اعلےٰ ترین ہستی ثابت کرنا اور بنی نوع انسان کو اس کی اطاعت و شکر گذاری پر متوجہ کرنا ہے۔ اس میں عالم آخرت میں حسنات و سیئات کا اجر نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی ضرورت۔ مخلوق پر عبادتِ خالق کی فرضیت اور اس کے خوشگوار نتائج وغیرہ نہایت فصیح اور مؤثر زبان میں مسطور ہیں اور اکثر مواقع میں حقیقی شاعری کی شان پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح قیامت کے اعتقاد کی معقولیت بڑے پرزور دلائل سے ثابت کی گئی ہے اور بالخصوص اسکے ثبوت میں اس زمین کی نظیر پیش کی ہے جو مدت مدید سے ویران اور خشک پڑی رہ کر کثرت

قرآن مردہ عقل اور علم کو زندہ کرتا ہے

محقق عمانوئل ڈی اُش (اسرائیلی) کوارٹرلی ریویو جلد ۱۲۷ نمبر ۲۵۴ میں زیر عنوان "اسلام" تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم اس عجیب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کی اعانت سے عربوں نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کرلی۔ اور جس قدر زمانہ کہ روم کو فتوحات حاصل کرنے میں درکار ہوا تھا۔ اُس کا دسواں حصہ بھی اُن کو نہ لگا۔ ایسی کتاب جس کی اعانت سے جملہ بنی سام میں صرف عرب لوگ ہی بہ حیثیت سلاطین یورپ میں آئے تھے۔ جہاں کہ اہل فنیقیہ تاجروں کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیروں یا قیدیوں کی طرح آئے تھے۔ یہی عرب لوگ معہ ادن پناہ گیروں کے (قرآن کی مدد سے) یورپ کو انسانیت کی روشنی دکھانے کے واسطے نمودار ہوئے تھے۔ یہی لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی۔ یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو فلسفہ۔ طب۔ ہیئت۔ اور نظم لکھنے کا خوشنما اور دلچسپ فن سکھانے کے لئے آئے۔ اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوئے"۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"یہ تبادل (کلام کا ایک حالت سے دوسری حالت کو بدل جانا) جو مثل برق کے تیز وطرار ہیں، قرآن کی نہائت عظیم الشان سحر بیانیوں میں سے ہیں"۔

قرآن زیادہ ترقی کا ذریعہ ہوسکتا ہے

پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ ارنلڈ اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" (دعوت اسلام صفحات ۳۷۹ و ۳۸۱) میں افریقہ کے ابتدائی مدارس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ان مدرسوں میں اگر صرف قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ تو وہ بھی ترقی کا کچھ کم ذریعہ

ایک یہ فائدہ بھی ہوا۔ کہ افریقہ کے سرداروں کو بجائے اس کے کہ وہ محض اپنی رائے سے حکومت کریں۔ انتظام سلطنت کے لئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا۔ اور یہ ایسی تبدیلی تھی۔ جس سے اُن کی تہذیب میں ترقی ہوئی۔ تجارت اور صنعت بڑھ گئی اور اب سوداگری فقط اس بات میں نہ رہی۔ کہ گونگوں کی طرح آنے۔ اور تجارت کے ابتدائی قاعدوں کے مطابق اشیا کا اشیا سے تبادلہ کرلیا۔ . . . . مسلمانوں کی تاثیر اور اسلام کے طرز حکومت سے جو اس کے ساتھ رائج ہوا۔ افریقیوں کے ملک میں ایسے بڑے بڑے شہر قائم ہو گئے۔ کہ جس وقت یورپ کے سیاحوں نے شروع شروع میں اُن کا حال لکھا۔ تو یورپ کے لوگوں کو اچھی طرح یقین نہ آیا۔"

قرآن بے تعصّبی و رواداری سکھاتا ہے

مسز سروجنی نائیڈو نے ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء میں مسجد ووکنگ میں جماعت مسلمین کے روبرو تقریر کرتے ہوئے کہا (اسلامک ریویو جنوری ۱۹۲۰ء)۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جس مذہب کی تبلیغ کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ بے تعصّبی اُس کا ایک اور عجیب وغریب پہلو تھا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اہل وطن نے سسلی پر حکومت کی۔ اور مسیحی سپین پر سات صدیوں سے زائد زمانہ تک کوس لمن الملک بجایا۔ لیکن انہوں نے کسی حالت میں بھی رعایا کے حق عبادت و پرستش میں دست اندازی نہیں کی۔ وہ عیسائیت کا احترام اسلئے کرتے تھے۔ کہ قرآن کریم اُنہیں غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ کرنا سکھاتا ہے۔ . . . . دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم وبیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر اسلام اس بارہ میں سب سے آگے ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرمایۂ ناز ہے۔ اسی لئے اسلام نے عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے روبرو پیش کیا ہے۔ دنیا اس اصول کی پیروی کرنے سے خوشحال ہو سکتی ہے۔"

قرآن ایک مصلح اور بنا کن قوت ہے۔

ڈاکٹر جانسن جس فضل و کمال کا انسان تھا۔ وہ کسی تعلیم یافتہ شخص سے پوشیدہ نہیں ہے۔ قرآن کریم کے متعلق اس کی رائے ہے کہ:۔

"اگر وہ شعر نہیں ہے۔ اور یہ کہہ سکنا مشکل ہے۔ کہ وہ شعر ہے یا نہیں۔ تو وہ شعر سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ نہ وہ تاریخ ہے۔ اور نہ سوانح عمری ہے۔ وہ پہاڑی وعظ (انجیل کا ایک حصہ) کی طرح مجموعہ اشعار بھی نہیں ہے۔ نہ بدھ کی کتاب کی مانند منطقیات۔ مابعد الطبیعیات ہیں۔ نہ فلاطون کی مجلس عقلا و حمقا کی پند و موعظت ہے۔ وہ ایک پیغمبر کی آواز ہے۔ جو گو اول سے آخر تک سامی ہے۔ تاہم اس کے مطالب ایسے عام اور ایسے مناسب وقت ہیں۔ کہ زمانہ کی تمام آوازیں طوعاً و کرہاً اُن کی متحمل ہو جاتی ہیں۔ اِس کی آواز بازگشت محلوں اور ریگستانوں پر شہروں اور سلطنتوں پر یکساں گونجتی ہے۔ جو اول تو اپنے انتخاب کردہ قلوب کو فتح عالم پر آمادہ و مستعد کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اپنے کو ایک مصلح اور بنا کن قوت کی شکل میں یوں مجتمع کرتی ہے۔ کہ یونان اور ایشیا کی ساری موجد روشنی عیسائی یورپ کی گراں بار تاریکی میں اس وقت سے نفوذ کرتی ہے جبکہ عیسائیت محض شب ہائے تاریک کی ملکہ تھی۔"

قرآن کی بدولت علم نحو کی تدوین ہوئی۔ اور دختر کشی موقوف ہوئی

پروفیسر رینلڈ اے نکلسن ایم۔ اے فارسی لکچرار کیمبرج یونیورسٹی و فیلو ٹرنٹی کالج اپنی مشہور تالیف "تاریخ ادبیات عرب" (لٹریری ہسٹری آف دی عربز) میں لکھتے ہیں:۔

"عربی ساری دنیائے اسلام کی متبرک زبان بن گئی۔ اور یہ یقینی طور پر قرآن کا اعجاز تھا۔ .... قرآن نے عربی زبان و ادبیات پر تحیر خیز اثر ڈالا .... متن قرآن کو تحریف سے بچانے اور اُس کی ناقابل فہم آیات کی تشریح و توضیح کے لئے مسلمانوں نے نحو اور لغت نویسی ایجاد کی۔ اور زمانہ ماقبل اسلام کے ابیات و روایات کو جمع کر کے اُن کو ہلاکت سے بچالیا۔"[1]

"قرآن کو ہر مسلمان طالب العلم جب وہ سکول میں داخل ہوتا ہے۔ پڑھتا ہے۔ اُسے روزانہ نمازوں میں دہراتا ہے۔ اور اس طرح قرآن کا اثر ایک مسلمان کی زندگی پر اس درجہ ہوتا ہے، کہ ایک معمولی عیسائی اس کو محسوس نہیں کر سکتا۔"[1]

"اسلام نے اس قسم کے توحش (دختر کشی) کا خاتمہ کر دیا۔ جس کی قرآن نے صریح ممانعت کی ہے۔"[2]

قرآن کی تعلیم تمام دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے

مسٹر ایچ۔ ایس۔ لیڈر نے اپنے لکچر کے دوران میں جو "عربوں کا احسان تمدن پر" کے عنوان سے اورنیٹل لٹریری سرکل لندن میں دیا[3]۔ فرمایا:۔

"ذرا ایک نظر ان اصولوں کو دیکھیں۔ جو عربوں کو اس وقت پیش نظر تھے۔ جبکہ وہ ایک فاتح قوم کی حیثیت سے گذر کر ایک امن و ترقی بخش قوم کی شان اختیار کرنے لگے تھے۔ تو اس کے لئے ہمیں قرآن و حدیث کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔"

"ان (مسلمانوں) کے بچوں کی تعلیم قرآن کی تعلیم سے شروع ہوتی تھی۔ جو ان کے نزدیک تمام دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ تھی۔ تعلیم قرآن سے ان کے یہاں فلسفہ و حکمت کے مدارس پیدا ہوئے۔ اور ان مدارس نے بڑھکر یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ وسط افریقہ جو اس براعظم کا دور افتادہ ترین حصہ ہے جس کو اس بیسویں صدی کی روشنی کے زمانہ میں تاریک براعظم کہا جاتا ہے وہ ترقی کے اعتبار سے اپنے عہد کی بڑی سے بڑی یورپین سلطنت سے بہتر تھا۔"

قرآن نے ایک مخصوص نظامِ تہذیب و تمدن پیدا کیا

مسٹر ای۔ ڈی۔ ماریل نے ۱۹۱۲ء میں "رائل سوسائٹی آف آرٹس" میں ایک لکچر "شمالی نائجیریا" پر دیا تھا۔ اس میں مسٹر موصوف نے کہا تھا:۔

---

[1] دیباچہ صفحہ ۲۸ ، [2] ... [partially cut off]

"اُس قوت اور طاقت سے اغماض کرنا بے سود ہے۔ جس نے بحیثیت مجموعی ان قوموں کے معیار کو بہت اعلیٰ وارفع بنا دیا ہے جن میں کہ اسلام جڑ پکڑ کر نشو و نمو پا رہا ہے۔ وہ افریقہ کے حبشیوں کے دلوں میں تہذیب و شائستگی کی روح پھونکنے۔ سول گورنمنٹ کا نظام اور حدودِ عدالت کے قائم کرنے میں بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔ اُس نے ان میں ایک ایسا نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا ہے۔ جو اُن اقطاع میں مفقود ہے۔ جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی۔ لوگوں کے فوائد و اغراض کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ حکومت برطانیہ اس کو قائم رکھ کر اس کے مضبوط و طاقتور بنانے کی کوشش کرے!

"اسلام کی قوت اور طاقت کی بنا قرآن ہے۔ قرآن ہی پیروانِ ملتِ بیضا کا قانون اساسی ہے۔ وہی اُن کا دستور العمل ہے۔ اور وہی اُن کے حقوق کی دستاویز ہے"

قرآن کو سُن کر انسان بے اختیار سجدہ میں گر پڑتا ہے

جان جاک ریسک مشہور جرمن فلاسفر جس نے مقاماتِ حریری۔ تاریخ ابو الفدا اور معلّقہ طرفہ وغیرہ عربی تصنیفات کا لاطینی میں ترجمہ کیا۔ اور اُن پر حواشی لکھے ہیں۔ لکھتا ہے:-

بعض لوگ تھوڑی سی عربی سیکھ کر قرآن کا تمسخر اُڑاتے ہیں۔ اگر اُنہیں اپنی خوش نصیبی سے کبھی یہ موقع حاصل ہوتا۔ کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فصیح زبان اور موثر لہجہ میں قرآن کی کوئی سورۃ پڑھ رہے ہیں۔ جس کا دلوں پر بجلی کا اثر ہوتا ہے۔ اور جب کسی آیت کے متعلق یہ احتمال ہوتا ہے کہ سامعین اس کے حقیقی مفہوم تک رسائی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ تو اپنی معجز نما قوتِ بیان سے اس کی توضیح فرما دیتے ہیں۔ تو یقیناً یہ شخص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتا۔ اور سب سے پہلی آواز اُس کے منہ سے یہ نکلتی۔ کہ پیارے نبی! پیارے رسول خدا! علیک الصلوٰۃ والسلام۔ میرا ہاتھ پکڑ لیجے۔ اور مجھے اپنے پیروؤں میں شامل

قرآن معبود باطل کیطرف سے پھیر کر خدائے واحد کیطرف لاتا ہے

تھیوڈور نولڈیکی اپنی مشہور تالیف "جیشش دیس قرآنس"[1] *Geschichte des Qoranus* کے صفحہ ۵۶ میں لکھتا ہے:۔

"سُورِ مکیہ" میں محمد (صلعم) کا مقصد اولیٰ صرف یہ ہے۔ کہ لوگوں کو ترغیب و تحریک کے ذریعہ معبودانِ باطل سے پھیر کر ایک خدا کی طرف لایا جائے۔ گفت وگو کا مطمح نظر خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی تہ میں حقیقۃً یہی خیال مخفی ہوتا ہے۔ لیکن اپنے سامعین کو منطقی دلائل سے قائل کرنے کے بجائے اُن کے دلوں پر قوت تخیّل کے واسطہ سے اثر ڈالنے کے لئے ہمیشہ فصاحت و بلاغت کا استعمال کرتا ہے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھکر وہ خدا کی تقدیس کرتا۔ قلمروئے قدرت اور دنیائے تاریخ میں اُس کی مرصع کاریوں کے تذکار سے کام لیتا۔ اور دوسری طرف اصنام کی کمزوری کا مضحکہ اُڑاتا ہے۔ دینداروں کی ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی مسرّتوں اور گنہگاروں کی تکلیفوں کے حالات خصوصیت سے اہم ہیں۔ یہی باتیں۔ بالخصوص موخرالذکر ہی تبلیغ اسلام کے زبردست ترین اسباب سمجھنے چاہئیں۔"

صفحہ ۷۸ میں لکھتا ہے:۔

"قرآن کی سب سے شاندار سورتیں وہ ہیں جن میں روز حشر کی آمد کی خبر سُن کر مادر قدرت کا لرزہ براندام ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا ہم زمین کو اُبھرتے اور پھوٹتے ہوئے پہاڑوں کو گرد و غبار میں تبدیل ہوتے اور ستاروں کو انتہا درجہ کی بے ترتیبی کے ساتھ منتشر و پراگندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔"

قرآن ہر زمانہ میں ہر سلطنت ہر جماعت اور ہر متنفس کی رہنمائی کرتا ہے

مسٹر سٹینلی لین پول اپنے مقدمہ "منتخبات القرآن" میں لکھتے ہیں:۔

---

[1] اس کا پہلا اڈیشن گوٹنجن *Gottingere* میں سنہ ۱۸۶۰ء میں اور دوسرا فریڈرک شوالی

"مدنی سورتیں خاص طور پر دلچسپ ہیں۔ بالخصوص اسلئے کہ اُن میں وہ قوانین مسطور ہیں۔ جنہوں نے ہر ایک اسلامی سلطنت کی رہبری۔ ہر ایک سوسائٹی کی اصلاح۔ اور پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ سے لیکر اس وقت تک تمام اقطاع عالم میں ہر ایک مُسلم اور مُسلمہ کے چھوٹے سے چھوٹے افعال واعمال کی رہنمائی کی ہے۔ قرآن کا وہ حصہ جس میں مدنی آیات ہیں اگر اس پر بحیثیت ایک مذہبی دستور العمل اور ایک ضابطہ اخلاق کے نظر ڈالی جائے۔ تو وہ اسلام کے لئے قرآن کا اہم ترین حصہ قرار پاتا ہے۔ سب سے اوّل جو وحی مکّہ میں نازل ہوئی۔ اُس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک عظیم وجلیل مذہب میں ہونا چاہئے۔ اور جو ایک انسان بزرگ میں خالص ترین صورت میں موجود تھا"۔

قرآن نے انسانوں کے اعتقاد اور چلن پر نمایاں اثر ڈالا ہے

مسٹر جے۔ ٹی۔ ٹبانی ایم۔ اے۔ اپنی تالیف "محمدنزم اینڈ ریلیجنز آف میڈیٹرینین کنٹریز" (اسلام اور مذاہب ممالک بحیرہ روم) میں لکھتے ہیں:۔

"قرآن میں اور جو کچھ بھی نقائص ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اُس نے عربی کو ایک ادبی زبان بنا دیا ہے۔ اُس نے بے حد وشمار انسانوں کے اعتقاد اور چلن پر نمایاں اثر ڈالا ہے۔ اور وہ آج کے دن روز افزوں تعداد افراد انسانی سے تعظیم وانقیاد کا خراج وصول کرتا ہے (صفحہ ۱۱۲)"۔

"قرآن کا اثر بطور ایک تعلیم دہندہ کے افریقہ میں نہایت نمایاں ثابت ہوا ہے۔ جہاں اُس نے منتشر عناصر کو باہم مربوط کرنے۔ غور وفکر اور عبادت وپرستش کے لئے ایک مشترک سطح بہم پہونچانے اور بُت پرستی کے خلاف عام مخالفت وعداوت کا طوفان برپا کرنے کا فرض خاص طور سے انجام دیا ہے"۔ (صفحہ ۱۸۰)۔

قرآن کی مواخات

"قرآن کو یورپینوں نے بہت کم پڑھا ہے۔ اور جہالت کی وجہ سے اُس سے ایسی بہت سی باتیں منسوب کرتے ہیں جو دراصل اُس میں نہیں ہیں۔"

"قرآن نے اللہ کے حکم کے ماتحت اسلام کو سخت مواخات میں جکڑ رکھا ہے۔ اور یہ مواخات ایسی ہے۔ کہ جو نسل۔ رنگ۔ زبان کے امتیازوں سے ارفع ہے۔ اور اُس کے سامنے مسیحی بھائی چارہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ وہ فتوحات جنہوں نے اہل عرب کو اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ علم جمادات۔ علم ہندسہ۔ علم نجوم۔ علم تعمیر۔ فنون لطیفہ اور فلسفہ کو اعلےٰ مدارج پر پہنچا دیں۔ صرف اس وجہ سے حاصل ہوئیں۔ کہ قرآن کی تعلیم متحد کرنے والی اور مزید دولت وفضل وہنر کے لئے اشتیاق دلانے والی تھی۔"

قرآن امن وسلامتی کا مذہب پیش کرتا ہے

پادری والٹر میسن ڈی۔ ڈی نے پٹس برگ کے گرجا میں "امن عالم کا صحیح رستہ" کے موضوع پر لکچر دیتے ہوئے عیسائیت کی سخت مذمت کی۔ کہ وہ ایسے ممالک میں بھی امن قائم کرنے سے قاصر ہے جن میں عیسائی ہی آباد ہیں۔ اور اسلام کی ان الفاظ میں تعریف کی:۔

"اُن (مسلمانوں) کا مذہب۔ جو قرآن کا مذہب ہے۔ ایک امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ اور اُس کا نام اسلام ہے۔ جو شخص اسلام کی پیروی کرتا ہے۔ وہ مسلم کہلاتا ہے۔ یعنی وہ شخص جو خدا کے ساتھ صلح کرتا اور خلق خدا میں امن قائم رکھتا ہے۔ مسلمان ایکدوسرے کو سلام کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ السلام علیکم۔ یعنی تم امن وعافیت سے رہو۔"

قرآن واقعی ایک معجزہ ہے

بوسورتھ سمتھ اپنی تالیف "سیرت محمدؐ" میں اعتراف کرتے ہیں۔ کہ

"ایک ایسی خوش طالعی سے جس کی نظیر تاریخ عالم میں قطعاً نایاب ہے۔ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ایک قوم اور ایک سلطنت کے ساتھ ہی ایک مذہب کے بانی

ہیں۔ باوجودیکہ حضورؐ خود اُمی تھے۔ پھر بھی حضورؐ نے ایک ایسا صحیفۂ مقدس دنیا کے روبرو پیش کیا۔ جو نظم بھی ہے۔ ضابطۂ قوانین بھی ہے اور انجیل کی طرح ایک مختصر نماز و دعا کی کتاب ہے۔ دنیا کی تمام آبادی کا چھٹا حصہ۔ دانش فصاحت اور صداقت کی پاکیزگی کے اعتبار سے اُسے ایک معجزہ سمجھ کر آنکھوں سے لگاتا۔ اور اسکی تعظیم وتکریم کرتا ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دعوےٰ ہے۔ کہ یہ کتاب مقدس اُن کا مستقل اور دوائمی معجزہ ہے۔ اور واقعی یہ ایک معجزہ ہے"۔

قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے

گاڈفری ہیگنس لکھتا ہے:۔

"مسیح کی انجیل کی طرح قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے۔ بڑے آدمیوں کی ناانصافی کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے وہ آدمیوں کی باعتبار مدارج کے توقیر نہیں کرتا۔ یہ امر اُس کے مصنف کی (خواہ وہ عرب کے نامی پیغمبر محمدؐ ہوں۔ خواہ اُن کے خلیفہ عثمان رضؓ) لازوال نیک نامی کا باعث ہے۔ اُس میں ایسا ایک بھی حکم نہیں پایا جاتا۔ جس میں پولیٹکل خوشامد درواداری کی طرف ذرا سا بھی میل ہو۔ جیساکہ "ویسٹ منسٹر ریویو" میں منصفانہ رائے دی گئی ہے کہ اگر خودمختار و جابر ایشیائی فرمانرواؤں کو اُن کے ارادہ سے کوئی چیز کبھی روک سکتی ہو۔ تو وہ غالباً قرآن کی ایک بے تکلف آیت کسی ذی جرأت واعظ کی زبانی ہوگی"۔

قرآن عظمت و تقدس کے لحاظ سے یکتا ہے

میجر لیونارڈ اپنی تالیف "اسلام اور اُس کی اخلاقی وروحانی قدر وقیمت" میں لکھتے ہیں:۔

ہر مسلمان کے لئے قرآن (کریم) میں کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے ایک ایسی شان تقدس جلوہ افروز ہے۔ جو اس عظمت سے جو عیسائیوں کے دلوں میں انجیل کے لئے

ہے۔ اسی قدر فائق وبرتر ہے۔ جس قدر کہ آفتاب کی خیرہ کن روشنی ماہتاب کی ہلکی سی ضیا سے جو اصلی وحقیقی (آفتاب کی) روشنی کا ایک کم ضو عکس ہے۔ افضل واعلیٰ ہے۔ اگر کسی کتاب کی عظمت وتقدیس کا اندازہ ان نتائج واثرات سے کیا جائے جو وہ بہترین وقابل ترین انسانی دماغوں پر نقش کرتی ہے۔ تو یقیناً قرآن کریم کو دنیا کی بہترین ومقدس ترین کتابوں میں بلند وممتاز جگہ ملیگی۔"

قرآن کے حسن وخوبی سے صرف بےعقلوں کو انکار ہے

لنڈن کا مشہور ہفتہ وار اخبار "نیر الیسٹ" اپنی ۱۳- اپریل ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے تعلیم وارشاد کے متعلق خواہ کچھ خیال کریں۔ مگر یہ ہمیں ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ نزول وترتیب کے لحاظ سے قرآن (کریم) ایک محیّر العقول ومعجز نما صحیفہ ہے۔ اور اگرچہ اُس کی زبان اور خیالات جو اُس میں درج ہیں۔ ہماری اپنی زبان اور خیالات سے بہت مختلف ہیں۔ لیکن اگر ہم اُن کی قدر وقیمت اور عظمت وفضیلت اور اکثر حالات میں ان کی حسن وخوبی (خواہ یہ خیالات ترجمے کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کئے جائیں) کو تسلیم نہ کریں۔ تو ہم فی الحقیقت عقل ودانش سے بیگانہ ہیں۔"

قرآن مغرب کے گوشے گوشے میں پڑھا جانا چاہیئے

سر اڈورڈ ڈینیسن راس سی آئی ای۔ نے سیل کے ترجمہ قرآن کے آخری اڈیشن (مطبوعہ ۱۹۲۲ء) پر جو مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں تحریر کیا ہے:-

"تیرہ سو سال کے تمام انقلابات کے دوران میں قرآن (کریم) تمام ترکوں۔ ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی تقریباً ربع آبادی کا صحیفۂ مقدس رہا ہے۔" اور وہ

مستحق ہے کہ مغرب کے گوشے گوشے میں پڑھی جائے خصوصاً دورِ حاضر میں، جبکہ موجودہ ایجادوں کے ذریعے زمان و مکان کی بندشیں بالکل محو ہو گئی ہیں، اور جبکہ مفادِ عامہ تمام دنیا کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔"

قرآن کا مقصد توحید الٰہی ہے

ڈاکٹر جارٹن "ورلڈز پراگرس" (ترقی عالم) کے صفحہ ۳۸۷ میں لکھتے ہیں:۔

"قرآن کا مقصد عظیم بعض قوانین و رسوم کے ماتحت بُت پرستوں۔ یہودیوں۔ اور عیسائیوں کو ایک خدا کی (جس کی وحدانیت اُس کا نقطۂ کمال تھا) پرستش پر مائل و متفق کرنا ہے۔ وہ قریش کی عربی زبان میں لکھا گیا تھا۔ اور یہ زبان جو سچ مچ ہر ایک وصف حسنہ رکھتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنت الفردوس کی زبان ہے ..... قرآن (کریم) کا طرز تحریر دلاویز، رواں، قلب و دل اور جہاں کہیں خدا کے جاہ و جلال اور اوصاف کا ذکر آیا ہے، شاندار اور بلند ہے۔ محمد (صلعم) حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کے قائل تھے۔"

قرآن میں ایک وسیع جمہوریہ کے تمام آئین موجود ہیں

لڈلف کرہل اپنی کتاب "دی لیبن دی محمد" Des Leben des Muhammad میں، جو بمقام لیپسہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی لکھتے ہیں:۔

"قرآن عقائد و اخلاق اور نیز اُن پر مبنی قانون کا ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے۔ اس میں ایک وسیع جمہوریہ کے تمام آئین و اصول کے لئے۔ رشد و ہدایت کے لئے۔ انصاف و عدالت کے لئے۔ فوجی تنظیم و ترتیب کے لئے۔ مالیات کے لئے۔ غربا کے متعلق نہائت محتاط قانون سازی کے لئے۔ بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ لیکن ان تمام کا سنگِ بنیاد ذاتِ باری کا اعتقاد ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں انسان کی قسمتوں کی باگ ہے۔"

قرآن ہی نے اوصاف حمیدہ سکھائے

مسٹر آرنلڈ وہائٹ اسلامک ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۲۶ میں فرماتے ہیں:۔

"وہ اسباق جو ہم عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے یہودیوں کے توسط سے سیکھتے ہیں (نصف یورپ ایک یہودی یعنی جناب مسیح اور بقیہ نصف ایک یہودن یعنی جناب مریم کی پرستش کرتا ہے)، ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا اور تمام لوگوں کے خیالات کا احترام کرنا سکھاتے ہیں۔ لیکن قرآن نے کہ جس کو ایک ساربان کے فرزند نے لکھا۔ مسلمانوں کو نہ صرف زبردست جنگ آرائی سکھائی۔ بلکہ پرائیویٹ زندگی میں ہمدردی۔ خیرات۔ فیاضی۔ شجاعت اور مسلمان نوازی کا سبق پڑھایا۔"

قرآن ہی قابل قبول اور اطمینانِ قلب کی کتاب ہے،

بابا نانک رح فرماتے ہیں:۔

توریت۔ زبور۔ انجیل۔ ترے پڑھ سُن ڈٹھے وید

رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروار (جنم ساکھی کلاں ص ۱۴۷)

(توریت۔ زبور۔ انجیل اور وید وغیرہ تمام پڑھ کر دیکھ لئے۔ قرآن شریف ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی)۔

رہی کتاب ایمان دی سچ کتاب قرآن

(اگر سچ پوچھو۔ تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی ملاقات سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف ہی ہے)۔

قرآن ژند اوستا کے مقابلہ میں

پروفیسر اڈورڈ جی براؤن ایم۔اے۔ ایم۔بی۔ اپنی تالیف "اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا" (تاریخ ادبیات ایران) میں ژند اوستا اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے ص ۱۰۲ میں لکھتے ہیں:۔

"میں جوں جوں قرآن پر غور کرتا۔ اور اُس کے مفہوم ومعانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرے دل میں اس کی قدر ومنزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ لیکن ژند اوستا کا مطالعہ بجز ایسی حالتوں کے کہ اس کو علم الاوثان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے پڑھا جائے۔ طبیعت میں تکان پیدا کرتا اور بارِ خاطر ہو جاتا ہے۔"

قرآن کی آیات دینی اور اخلاقی خیالات پر مشتمل ہیں

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۹ میں لکھا ہے:۔

"قرآن کے مختلف حصص کے مطالب ایکدوسرے سے بالکل متفاوت ہیں۔ بہت سی آیات دینی واخلاقی خیالات پر مشتمل ہیں۔ مظاہر قدرت۔ تاریخ۔ الہامات انبیا کے ذریعہ اُس میں خدا کی عظمت۔ مہربانی اور صداقت کی یاد دلائی گئی ہے۔ بالخصوص حضرت محمد (صلعم) کے واسطہ سے خدا کو واحد اور قادر مطلق ظاہر کیا گیا ہے۔ بُت پرستی اور مخلوقات کی پرستش کو (جیسا کہ جناب مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھ کر پوجا جاتا ہے) بلا لحاظ ناجائز قرار دیا گیا ہے ... قرآن کی نسبت یہ بالکل بجا کہا جاتا ہے۔ کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔"

قرآن تہذیب وتمدّن کی بنیاد ہے

ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر نے ۱۸۷۰ء میں بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی۔ جو اُسی زمانہ میں لنڈن ٹائمز میں شائع ہوئی تھی۔ اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ "اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے۔ جو تمدّن کا جھنڈا اُڑاتا ہے۔ جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو۔ اُس کو سیکھے۔ جو بتاتا ہے۔ کہ صاف کپڑے پہنو۔ اور صفائی سے رہو۔ جو حکم دیتا ہے۔ کہ استقلال واستقامت وعزت نفس نہائیت لازمی فرض ہے۔ بے شبہ دین اسلام کے فوائد ومنافع یقینی ہیں۔ اور اس کی خصوصیات شائستگی وتمدن کی سب سے بڑی بنیاد

قرآن عربی زبان کا اعلیٰ نمونہ ہے

بنجمن ای سمتھ اے۔ ایم۔ ایل۔ ایچ ڈی۔ اپنی تالیف "سنچری سائکلو پیڈیا آف نیمز" (صفحہ ۷۷۵) میں لکھتے ہیں:۔

"یہ ایک نہائت اہم بنیاد ہے جس پر مذہب اسلام قائم ہے۔ اور تمام فرق اسلام اس کی غائت درجہ کی تحریم وتکریم کرتے ہیں، تلاوت کے وقت اس کو فرش سے بلند رحل پر رکھا جاتا ہے۔ اور کوئی شخص اسکو طہارت کے بغیر پڑھ اور چھو نہیں سکتا۔ وہ عربی زبان میں ہے۔ اور اُس کا طرز تحریر عربی زبان کا اعلیٰ نمونہ ہے۔"

قرآن قابل تعریف اصول پر مشتمل ہے

"ہربرٹ لکچرز" میں یہ فقرات موجود ہیں:۔

" اسلامی قانون قابل تعریف اصول پر مشتمل ہے۔ اور زیادہ قابل تعریف یہ امر ہے کہ اُسے ان اصول کی تعمیل وانجام دہی کی زبردست حمایت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

" شریعت اسلام نہائت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ جن فضائل واعمال کی اس میں ہدائیت کی گئی ہے وہ ایسے برگزیدہ اور شائستہ ہیں کہ کسی مشہور مسیحی قسیس کی ہدائتیں بھی اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔"

قرآن خود اپنی تعظیم کراتا ہے

مسٹر روڈول جس نے قرآن کا ترجمہ شائع کیا۔ لکھتا ہے:۔

"جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں۔ اسی قدر پہلے مطالعہ میں اُسکی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے۔ لیکن فوراً ہمیں مسخر کرلیتی۔ متحیر بنادیتی اور آخر میں ہم سے تعظیم کراکے چھوڑتی ہے۔ اس کا طرز بیان باعتبار اُس کے مضامین واغراض کے عفیف، عالیشان۔ اور تہدید آمیز ہے۔ اور جابجا اُسکے مضامین سخن کی غائت رفعت تک پہنچ جاتے ہیں۔ غرض یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا پُرزور اثر دکھاتی رہیگی۔"

قرآن کا کمال عبارت و شانِ تخیل

موسیو سیواری جنہوں نے قرآن کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ موسیو ڈورائر کے ترجمہ قرآن پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر قرآن جو تمام ایشیائی ممالک میں عبارت کے کمال اور قوتِ خیال کے علو شان وعظمت و جلال کے اعلےٰ مرتبہ پر ہے۔ ڈورائر کے ترجمہ میں ایک غیر مرتب اور سست و بے مزہ بیان کہ جس سے طبیعت دق ہو جائے معلوم ہو۔ تو یہ الزام اُس طرز ادا پر لگانا واجب ہے۔ جو دورائر نے اس ترجمہ میں اختیار کی ہے۔"

قرآن اسلام کی مظفر و منصور فوجوں کے ساتھ ساتھ گیا

مسٹر روبن سن تحریر فرماتے ہیں:۔

"اہل اسلام کی مظفر و منصور فوجوں نے خواہ ملک شام کو فتح کیا۔ یا شمالی افریقہ پر علم تسخیر بلند کیا۔ یا بحیرہ احمر کو عبور کر کے بحیرہ اسود میں پاؤں جمائے۔ الغرض وہ جہاں کہیں بھی پہنچیں۔ قرآن کی تعلیم اُن کے ساتھ ساتھ گئی۔ جس کی وجہ سے اُنہوں نے کسی جگہ جور و ظلم کا ارتکاب نہیں کیا۔ کسی قوم کو اُنہوں نے اس بنا پر تہ تیغ نہیں کیا۔ کہ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرتی تھی۔"

قرآن توحید سکھاتا ہے

سر جان ملکم آنجہانی سابق سفیر ایران و گورنر بمبئی اپنی "تاریخ ایران" میں لکھتے ہیں:

"ہیچ چیز عالی تر و نکو تر از عقیدہ اہل اسلام در توحید نمی شود۔ اذاں رو کہ از ہر طرف رو بہ یکے دارند۔ چنانچہ از آیات و اخبار و آثار و اشعار و اقوال و افعال شاں ہمہ ظاہر است اینما تولوا فثم وجہ اللہ (ہر جا کہ نظر کردم سیمائے تو می بینم) او تعالےٰ را مخصوص و شائستہ بندگی می دانند و بس۔ و ہیچکس را از مخلوقات دریں باب بادے شریک و سہیم نمی سازند۔"

قرآن ایک ناقابل تشریح طلسم ہے

ای۔ڈبلیو بلائیڈن۔ایل۔ایل ڈی، جو خود ایک حبشی عیسائی ہے۔ اپنی تالیف "عیسائیت اسلام اور حبشی نسل" میں لکھتا ہے:۔

"جہاں خیالات ان حبشیوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔ وہاں قرآن مجید کے الفاظ بھی اُن کے لئے ایک ایسی ناقابل بیان خوبصورتی۔ اور موسیقی اور ایک ایسا ناقابل تشریح طلسم بن جاتے ہیں، جو محض السنہ مغربیہ کے جاننے والوں کے لئے قطعاً ناقابل فہم ہے۔"

قرآن عربی زبان کا معیار حقیقی پیش کرتا ہے

جارج ای پلٹنم ممبر امریکن اتھنالوجیکل سوسائٹی و نیویارک ہسٹوریکل سوسائٹی "ورلڈز پراگرس" کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ کتاب (قرآن) جو الہامات و اعتقادات محمد (صلعم) پر مشتمل ہے بمسلمہ طور پر عربی زبان کا معیار حقیقی پیش کرتی ہے اور جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ انسانی قلم اُس کی تقلید سے قاصر ہے۔ اسلئے اُن کا خیال ہے، کہ یہ خدا کا کلام ہے۔"

قرآن کے احکام مطابق حکمت و عقل واقع ہوئے ہیں

دائرۃ المعارف عامہ (پاپولر انسائیکلوپیڈیا) جلد ہشتم کے صفحہ ۳۲۶ میں مسطور ہے:۔

"قرآن کی زبان بلحاظ لفظ عرب نہائیت فصیح ہے، اُس کی انشائی خوبیوں نے اُسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں اُس کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان اُنہیں چشمِ بصیرت سے دیکھے۔ تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں۔"

قرآن راعی و رعایا دونوں کے لئے کافی ہے

ڈیوڈ ارکو ہرٹ اپنی کتاب "روح المشرق" ...

الفاظ میں کھینچتا ہے:-

"اسلام بطور ایک مذہب کے کوئی جدید اعتقاد۔ جدید وحی اور جدید خیال پیش نہیں کرتا۔ اس نے نہ قسیسیت کی بنیاد رکھی ہے۔ اور نہ کلیسائی حکومت کی۔ وہ رعایا کو ایک ضابطہ اور سلطنت کو ایک نظام ترکیبی پیش کرتا ہے۔ جس کو مذہب کی منظوری وتائید سے طاقت دیگئی ہے"

قرآن میں کوئی بات مشتبہ نہیں ہے

فرانسیسی فاضل ایم۔ دی۔ سینٹ ہلیئر اپنی کتاب متعلقہ قرآن میں لکھتا ہے:-

"قرآن میں کوئی بات مشتبہ یا قدرت کی باتوں سے بڑھ کر بطور اعجوبہ نہیں ہے۔ مذہب اسلام خود اس بات کے مخالف ہے۔ کہ وہ کسی پردہ میں پوشیدہ کیا جائے۔ اور اگر اب تک اُس میں چند شبہات موجود ہیں۔ تو اس کا الزام مذہب اسلام پر نہیں کیونکہ وہ ابتدا ہی سے ایسا صاف اور سچا ہے۔ جتنا کہ ہونا ممکن ہے"

قرآن سے زیادہ کسی کتاب کا احترام نہیں کیا جاتا

"چیمبرز انفرمیشن فار دی پیپل" کے صفحہ ۴۲۱ میں لکھا ہے:-

"قرآن کی زبان انتہا درجہ کی خوبصورت اور خالص ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کسی اور کتاب کا اتنا احترام نہیں کیا جاتا۔ جتنا کہ مسلمان قرآن کا کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کو بغیر طہارت کے ہاتھ بھی نہیں لگایا جاتا۔ ہر ایک مشکل میں اُس سے فیصلہ چاہا جاتا ہے اور اسی کو حکم بنایا جاتا ہے اور ہر ایک مقام پر اس کی آیات نمایاں کی جاتی ہیں"

قرآن میں دین و دنیا کے بہبود و ترقی کے تمام اسباب مہیّا ہیں

ایک عیسائی فاضل داؤد آفندی محاعص نے بیروت کے مسیحی اخبار "الوطن" میں

سنہ ۱۹۱۱ء میں [illegible] لکھا ہے:-

"جب کوئی مسلمان قرآن وحدیث کا یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرے۔ یا اُسپر تدبّر کی نظر ڈالے۔ تو ان دونوں میں دنیا و دین کے بہبود و ترقی کے تمام اسباب مہیّا و موجود پائیگا"

قرآن مردم خوری تک چھڑا دیتا ہے

مسٹر جوزف طامسن تحریر فرماتے ہیں:۔

"وسطی سودان اور مغربی سودان میں قرآن کے وعظ کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ جو زانو سابق میں پتھروں کے روبرو جھکتے تھے۔ وہ اب خدا کے روبرو جھکتے ہیں۔ اور وہ ہونٹ جو ایک بھائی کے گوشت کے مزہ سے خوش ہوتے تھے۔ اب اُس کی عظمت اور رحم کو تسلیم کرنے میں مصروف ہیں"

قرآن ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ ہے

مسز اینی بیسنٹ اپنے ایک لیکچر میں فرماتی ہیں:۔

"خود آن حضرت لکھے پڑھے نہ تھے۔ اور اسلئے دنیا علم کا جو مفہوم سمجھتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ عالم نہ تھے۔ آپ بار بار اپنے کو نبی اُمّی کہتے ہیں۔ اور آپ کے پیرو قرآن کو ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ مانتے ہیں جس سے آپ کا دعوٰی رسالت بھی سچا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ نہائت اعلیٰ زبان میں ہے"

قرآن سب کیلئے ہے

اڈمنڈ برک نے "امپیچ منٹ آف وارن ہیسٹنگز" میں قرآن کریم کی بڑی تعریف کی ہے۔ اور لکھا ہے:۔

"اسلامی قانون ایک تاجدار سے لیکر ادنیٰ ترین افراد رعایا تک کو حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے۔ جو ایک معقول ترین علم فقہ پر مشتمل ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر دنیا پیش نہیں کرسکی"

قرآن فرحت آمیز تحیر میں ڈالنے والی کتاب ہے

مشہور جرمن فاضل گوئٹے لکھتا ہے:-

"جسقدر ہم اُس (کتاب) کے قریب پہنچتے ہیں۔ یعنی اسپر زیادہ غور کرتے ہیں۔ وہ اسی قدر دور کھچتی جاتی ہے۔ یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے۔ وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے۔ پھر متعجب کرتی ہے۔ فرحت آمیز تحیر میں ڈالدیتی ہے۔ اور آخرکار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے۔ اس طرح یہ کتاب تمام نظروں میں ہمیشہ زبردست اثر ڈالتی ہے۔"

قرآن میں اللہ تعالےٰ کے صفات خوبصورتی سے بیان کئے گئے ہیں

مسٹر جے۔ ایف۔ ہولڈن (J.F.Holden) نے "فرینڈز اڈلٹ سکول۔ فوکسٹون" میں "اسلام" پر تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"اسلام کا اصول اولیں اللہ تعالیٰ کی توحید۔ اُس کی لازوال طاقت۔ اُس کے ہمیشہ رحم اور اُس کی غائت درجہ کی محبت کے اعتقاد میں مضمر ہے۔ ذات باری کے صفات قرآن کریم میں نہائت خوبصورتی سے بیان کئے گئے ہیں۔"

قرآن برتری وفضیلت کا احساس پیدا کرتا ہے

پروفیسر ڈی۔ ایس۔ مارگولیتھ اپنی کتاب "محمدن ازم" کے صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں:-

"بے شبہ قرآن کریم نے عربوں کی جو خدمت انجام دی ہے۔ اُس کو مبالغہ کے ساتھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس امر نے کہ قادر مطلق نے اپنا پیغام بنی نوع انسان کو اُنہی کی زبان میں بھیجا، اُن میں برتری وسلطنت کا احساس پیدا کردیا۔ اور یہ بات کسی نہ کسی وقت میں بہت سی عظیم الشان قوموں کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔"

قرآن اپنا ادب آپ کراتا ہے

ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ لائٹنر بانی پنجاب یونیورسٹی جو عربی کے ماہر تھے۔ اور جنہوں نے قرآن کریم کے کئی حصے حفظ کئے تھے۔ اپنے ایک خط میں رقم فرماتے ہیں:-

"وہ عیسائی جو درحقیقت علم عربی پڑھے ہوئے ہیں۔ قرآن کے معانی اور تفسیر کو اچھی طرح سمجھتے ہیں [illegible] مفتی [illegible] غیر مفتی [illegible] تمیز کر سکتے ہیں [illegible] بلاشک منصف مزاج اور غیر متعصب

ہوں۔) اور ہمیشہ مذہب اسلام کا ادب کرتے رہے ہیں۔"

قرآن میں شریفانہ احساسات کی تعلیم دی گئی ہے

"پاور اینڈ پریجوڈس" میں، جو انگریزی کی ایک نہایت مشہور کتاب ہے۔ لکھا ہے:۔

"قرآن کی مزیت اور اُس کے ارکان اساسیہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں سچے اور شریفانہ احساسات اور کریمانہ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔"

قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا

مشہور سیاح سر جان مانڈویل اپنی تالیف میں لکھتے ہیں:۔

"مسلمان نیک اور ایماندار ہیں وہ اپنے صحیفۂ پاک یعنی قرآن کے نہائت پابند ہیں۔ جس کو خدا نے محمدؐ (صلعم) پر اُتارا اور حضرت جبریلؑ خدا کا حکم اکثر اُن پر ظاہر کرتے تھے۔"

قرآن سے ہندو شاستر کو بدلنا ضروری ہے

مسٹر رچرڈسن نے "قانون ازالہ غلامی" انڈیا کونسل میں پیش کرتے وقت ۱۸۱۰ء میں فرمایا تھا:۔

"غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہندو شاستر قرآن سے بدل دیئے جائیں۔"

قرآن کی فصاحت عیسائیوں کو اُس کے مطالعہ پر مجبور کرتی ہے

قرطبہ کا مشہور دشمن اسلام بشپ الورد قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ "عیسائی بھی اس کو پڑھے اور تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

قرآن کا قانون بائیبل سے زیادہ موثر ہے

مشہور مسیحی پادری ڈین سٹینلی نے "مشرقی کلیسیا" کے صفحہ ۲۷۹ میں لکھا ہے:۔

"قرآن کا قانون بے شبہ بائیبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔"

قرآن بلند خیالات کا مجموعہ ہے

واشنگٹن ارونگ نے "سیرت محمدؐ" میں لکھا ہے:۔

"قرآن میں نہائت بلند۔ مفید اور پُر از اخلاص خیالات مندرج ہیں۔"

تعلیم قرآن کے نتائج

ایک دہریہ کی نظر سے

دنیا نے سائنس اور علوم و فنون میں جو کچھ ترقی کی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ وہ سب عیسائیت کے جاں بخش اثرات کا نتیجہ ہے۔ لیکن ارباب نظر اس سے بالکل مختلف رائے رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ فخر اسلام اور صرف اسلام کو حاصل ہے۔ اور عیسائیت یا کوئی اور مذہب اس معاملہ میں اُس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ کرنل انگرسال امریکہ کے ایک نامور دہریہ ہیں۔ جن کو اسلام اور عیسائیت تو ایک طرف دنیا کے کسی مذہب سے بھی تعلق نہیں۔ اُن کی بے طرفی اسبات کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ ہم اسلام کی نسبت اُن کی شہادت کو خاص وقعت دیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"جناب مسیح کے ایک ہزار سال بعد عربوں نے جو ایک وسیع و عظیم الشان سلطنت کے حکمران تھے۔ منگولیا۔ تاتار۔ ایران۔ عراق عرب۔ شام مصر۔ شمالی افریقہ۔ مراکش۔ فیض اور ہسپانیہ میں کالج قائم کئے۔ جس مذہب کی پیروی کا فخر اہل عرب کو حاصل تھا۔ وہ عظمت و جلالت میں رومۃ الکبریٰ کی سلطنت سے وسیع تر تھا۔ اُنہوں نے نہ صرف کالج ہی قائم کئے تھے۔ بلکہ جابجا رصد گاہیں بھی تعمیر کی تھیں۔ جن میں علوم سائنس سکھائے جاتے تھے۔

اُنہوں نے ہندسے رائج کئے۔ الجبرا سکھایا۔ علم المثلثات کے گر سمجھائے۔ وہ مساوات درجہ سوم سے واقف تھے۔ اور علم پیمائش سے کماحقہ آگاہی رکھتے تھے۔ ستاروں کے نقشے اور زیج بنائے۔ ستاروں کے نام رکھے۔ جو اب تک بدستور قائم ہیں۔ زمین کا حجم دریافت کیا اعوجاج طریق الشمس کا اندازہ کیا۔ اور سال کی صحیح مدت کا انکساف وانخساف

معدل اللیل والنہار۔ راس السرطان وراس الجدی۔ قران سیارگان وغیرہ کا حساب لگایا۔ آلاتِ ہیئت تعمیر کئے۔ مختلف قسم کے کلاک ایجاد کئے۔ اور رقاص (پنڈولم) بھی اُنہی کے فکر کا نتیجہ ہے۔ علم کیمیا کی ایجاد کا سہرا بھی اُنہی کے سر ہے۔ اور تیزاب گوگرد۔ تیزاب شورہ اور روح الخمر کی دریافت بھی اُنہی کے ذکاوت کی رہین منت ہے۔ قرابادین کی تدوین اشاعت کا کام سب سے پہلے عربوں ہی نے انجام دیا۔ اور خیراتی شفا خانوں کا نظام اُنہی کا قائم کردہ ہے۔

وہ علم جرثقیل کی طاقتوں اور کشش اجسام سے بخوبی واقف تھے۔ وہ علم المائعات بھی سکھاتے تھے۔ اور اجسام کے اوزان مخصوص بھی اُنہی نے دریافت کئے تھے۔ علم المناظر والمرایا میں اُنہوں نے اس بات کو دریافت کر لیا تھا۔ کہ روشنی۔ آنکھ سے شئے کی طرف نہیں جاتی۔ بلکہ شئے سے آنکھ کی طرف آتی ہے۔ وہ کپاس۔ چرم۔ کاغذ۔ اور فولاد کی اشیاء کثرت سے بناتے تھے۔ شطرنج کا کھیل بھی اُنہی نے ایجاد کیا تھا۔ داستان گوئی اور فسانہ نویسی کی ابتدا بھی انہی سے ہوئی۔ مختلف موضوعات پر مضمون نگاری بھی انہوں نے شروع کی۔ اپنی درسگاہوں میں وہ زمانہ حال کے اصول ارتقاء ونشوونمو سکھاتے تھے اور ڈارون اور سپنسر کے مسائل اُن کو پہلے ہی معلوم تھے۔"

ان مشاہدات کے بعد کرنل انگرسال نے عیسائیت واسلام کی کارگذاریوں کا موازنہ کیا ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے اس قدر ایجادات واختراعات کیں اور علوم وفنون کو اس قدر نشوونما دی۔ عیسائی نہ تھے۔

"تاہم اُنہوں نے بیوت العلوم جاری کئے۔ قدیم قلمی کتابوں کے مسودے فراہم کئے۔ قوانین قدرت کی تحقیقات کی۔ اور سائنس کی طرف توجہ مبذول کی" کرنل موصوف کہتے ہیں۔ "ہم کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ کہ موجودہ سائنس کی بنیادیں رکھنے کا فخر پیروان محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کسی مفید کام کے لئے عیسائیت یا کلیسا کے منت پذیر نہیں ہیں۔"

نامور عیسائیوں کی نظر سے

ڈریپر "معرکہ مذہب و سائنس" کے نامور مصنف ڈاکٹر ڈریپر تحریر فرماتے ہیں :۔

"مسلمانوں کے اکتساب علوم و فنون کا دور فتح اسکندریہ کی تاریخ یعنی سنہ ۶۳۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جناب رسالت مآب کو رحلت فرمائے ہوئے صرف چھ سال کی مدت منقضی ہوئی تھی۔ دو صدیوں کے اندر اندر مسلمان نہ صرف یونان کے حکمائے طبیعین کی تصانیف سے واقف ہو گئے۔ بلکہ ہر علمی مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر نظر انتقاد ڈالنے کے قابل بن گئے۔ اس معاہدہ کی رو سے جو میکائیل ثالث شہنشاہ یونان اور المامون عباسی میں ہوا تھا۔ مامون نے بطلیموس کی تصنیف سنٹکس کا ایک نسخہ حاصل کر کے اُس کا ترجمہ المجسطی کے نام سے عربی میں کرایا تھا۔ یہ کتاب ہیئت دانانِ عرب کے لئے مستشار اعظم بن گئی۔ اور اسکو اپنے علم کی بنا قرار دے کر انہوں نے سائنس کے بعض نہایت ہی اہم مسائل حل کئے انہوں نے زمین کی جسامت دریافت کی۔ اُن تمام ستاروں کی فہرستیں تیار کیں جو اس حصہ آسمان پر نظر آئے جو اُنکے مقابل تھا اور بڑے بڑے ستاروں کے نام رکھے جو آج تک تبدیل نہیں ہوئے۔ اُنہوں نے سال کی صحیح مدت کا اندازہ لگایا۔ انعطاف ضیائے کوکبی کے اصول کی تحقیق کی۔ پنڈلم (رقاص) والی گھڑی ایجاد کی۔ جن آلات سے ستاروں کی روشنی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اُن کو بہت کچھ ترقی دی۔ یہ اصول دریافت کیا کہ شعاع نور ہوا میں بشکل قوس گذرتی ہے۔ چاند اور سورج کے افق پر نظر آنے کی توجیہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ اجرام قبل از طلوع و بعد از غروب کیوں نظر آتے ہیں۔ کرۂ ہوا کی بلندی کو ناپا اور یہ بلندی اٹھاون میل قرار دی۔ جھٹ پٹے کی اصل کیفیت اور ستاروں کے جھلملانے کی صحیح وجہ بیان کی یورپ میں اوّل اوّل جو رصدگاہ قائم ہوئی۔ وہ مسلمانوں ہی کی بنائی ہوئی تھی۔ اجرام فلکی کی نقل و حرکت کے متعلق اُن کی باریک بینی و دقیقہ سنجی کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ زمانۂ حال کے قابل مہندسوں نے اُن کے رصدی نتائج سے استناد

قطعی ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہے کہ مرکز آفتاب اور مرکز مدارِ ارض کا درمیانی فاصلہ کم ہوتا جاتا ہے، اسیطرح وہ مسئلہ اعوجاج طریق الشمس اور مشتری اور زحل کی عدم مساوات ہائے اکبر کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے ابن یونس کے مترتبہ نتائج سے مدد لیتا ہے"

اسکاٹ "ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ" کے مصنف اور مشہور مستشرق جناب ایس۔ پی اسکاٹ لکھتے ہیں:-

"ہم کو چاہئے کہ اس غیر معمولی مذہب کی سرعت ترقی اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں کہ جو ہر جگہ امن و امان، دولت و حشمت، فرح و سرور اپنے ساتھ لے کر گیا، جس نے کعبہ کے بتوں کو توڑ کر تیس صدیوں کی روایات کو مٹا دیا، جس نے ان بت پرستانہ رسموں کو اختیار کر لیا کہ جن کو وہ موقوف نہ کر سکا، جس نے مولد مذہب مسیحی کو فتح کر کے اپنے قبضہ میں لے لیا، جس نے یہودیوں کی دینی حکومت، اور روم کے شرائع دینی کو دور دراز ممالک میں پراگندہ کر دیا، جس نے مجوسیوں کو ایران کے منور آتش کدوں سے نکال باہر کیا، جس نے کلیساء بیزنطینی کو تخت دنیاوی اور عصاء دینی سے محروم کر دیا، جس نے صحراء افریقیہ کے بتوں کو نیست و نابود کر دیا، جس نے اے سی رس۔ اوسی رس اور ہورس کے رموز دینی کو روند ڈالا، اور حیرت زدہ مصریوں کے سامنے خداء واحد جل و علے شانہٗ کو پیش کیا، جس نے مذہب کیتھولک کی دینی کونسلوں پر حملہ کیا اور ان کو ان کے اصل اور صحیح عقائد کی طرف راہنمائی کی، جس نے عیسائیوں کے نہائت مشہور گرجاؤں میں خوبصورت محرابیں بنانے کی ترکیب بتلائی، جس نے کرہ ارض کی پیمائش کر کے اس پر اپنی مہر لگا دی۔ جس نے آسمان کے درخشندہ ستاروں پر اپنے نورانی دستخط کر دیئے، جس نے یورپ کی زبانوں پر نہائت نمایاں اثر ڈالا، جس کی فیاضیوں اور مہربانیوں کا ثبوت ہمکو ہر وقت ہمارے اُس لباس سے ملتا ہے جو ہم پہنتے ہیں، ان غلوں سے ملتا ہے جو ہمارے کھیتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان میووں سے ملتا ہے جو ہمارے باغوں سے حاصل ہوتے ہیں، ان پھولوں سے ملتا ہے جن سے ہم لطف اٹھاتے ہیں، جس نے یکے بعد دیگرے بادشاہوں کے وہ خاندان پیدا کئے جن کا اصل نصب العین یہ تھا کہ اپنی رعایا کو انتہاء عروج پر پہنچا دیں، آیندہ آنیوالی نسلوں کو علوم

وفنون کا لازوال خزانہ دیں۔ اور انسان کے دماغی قوا کی ایسی سلطنت قائم کر دیں جو کبھی حوادث سے نہ مٹے۔"

والٹیئر مشہور آفاق فرانسیسی مورخ والٹیئر تہذیب اسلام پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"میں آپ سے پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل وضعیف العقل ہیں جو مذہب اسلام پر دیگر اتہامات کے علاوہ عیش پرستی وراحت کوشی کا الزام عائد کرتے ہیں۔ یہ سب اتہامات بیجا اور صداقت سے معرا ہیں۔ آپ کو دیگر مواقع کی طرح یہاں بھی غلط فہمی ہوئی ہے۔

"پادریو! راہبو! اور مجاورو! اگر ماہ جولائی میں (جبکہ رمضان المبارک اس ماہ میں آئے) ۴ بجے صبح سے ۱۰ بجے شب تک (؟) آپ پر کھانے پینے کی ممانعت کا قانون عائد کر دیا جائے۔ اگر آپ کو ہر قسم کی قمار بازی سے منع کر دیا جائے۔ اگر آپ کے لئے شراب حرام کر دی جائے۔ اگر آپ کو تپتے ہوئے صحراؤں میں سے گذر کر حج کو جانے کے لئے کہا جائے اگر آپ سے کہا جائے کہ اپنی آمدنی کا ۲½ فیصدی حصہ محتاجوں اور ناداروں میں تقسیم کر دیں۔ اگر آپ اٹھارہ عورتوں کی رفاقت کا لطف اٹھاتے ہوں۔ اور ان میں سے چودہ یک قلم کم کر دی جائیں، تو کیا آپ ایمانداری سے یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ ایسا مذہب عیش پرست ہے؟"

نکتہ ور بنگالی ہندوؤں کی نظر سے

باسو مسٹر بھوپندر ناتھ باسو جو ایک طرف اگر اپنی خداداد قابلیت سے انڈیا کونسل کے ممبر ہوئے، تو دوسری جانب آسمان علم پر آفتاب بن کے چمکے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں مذاہب کا ایک طالب علم رہا ہوں۔ میں نے کسی مذہب میں مساوات کی ایسی روح نہیں پائی، ہم ہندوؤں میں ذات پات کا ایک سخت نظام موجود ہے۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ آیا ہندو مذہب کی پاکیزگی کے زمانہ میں ذاتوں کا نظام اس کا خاص جزو تھا یا نہیں؟ لیکن اس وقت یہ نظام موجود ہے۔ ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ بعض

نکلے ہیں۔ دیگر مذاہب میں سے جو اسلام سے بہناپے کا ادعا کر سکتے ہیں۔ ہم یہودیوں کو دیکھتے ہیں۔ جو بنی اسرائیل کو خدا کے مقبول بندے کہتے ہیں۔ عیسائیت کی نسبت ہندوستان میں مشاہدہ میں آرہا ہے۔ کہ وہاں پادریوں نے دیسی عیسائیوں اور ان کے یورپین بھائیوں میں بھی فرق و امتیاز کی صورت نکال لی ہے۔ اوّل الذکر نیٹو (دیسی) عیسائی کہلاتے ہیں۔ جن کو زیادہ خوش قسمت دینی بھائی جو یورپ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسلام کی ایک اور برکت یہ ہے کہ انمیں مذہبی طور پر مقدسین کا کوئی خاص فرقہ نہیں۔ ہر مسلمان تمام مذہبی مراسم کو بجا لاسکتا ہے“۔

”میری رائے میں نوع انسان کی برائیوں کے $\frac{9}{10}$ حصے کو اس فرضی و مصنوعی برتری کے تصورات سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ جو اپنے زعم ناقص میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ کی نسبت رکھتا ہے اور ایک آدمی دوسرے شخص سے اور ایک قوم دوسری قوم سے اپنے آپ کو افضل سمجھتی ہے یہ مصنوعی عدم مساوات جو خرابیاں ظہور میں لاسکتی ہے۔ مقدس پیغمبر کے وقت میں بھی موجود تھیں۔ لیکن مذہبی تعلیمات کی صحت بخش ہیبٹ کے تحت میں ذاتی مثال سے آنحضرت (صلعم) نے ایک ایسی قوم پیدا کی جسمیں افریقہ کا سیاہ فام فرزند کسی عربی قبیلہ کے مغرور ترین سردار کا ہم پلہ متصور ہوتا ہے صرف یہی نہیں۔ بلکہ سچی جمہوریت کا ولولہ۔ رواداری و مساوات کی خوبیاں اس نے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیلاویں۔ پیغمبر اسلام نہ صرف ان محاسن کی تبلیغ کرتا تھا۔ بلکہ خود بھی ان پر عامل تھا یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آج باوجود اس مقدس بزرگ (پیغمبر) کے انتقال کو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے ایک خاکروب بھی دائرہ اسلام میں کسی بڑے سے بڑے خاندانی سے مساوات کا دعوےٰ کر سکتا ہے“۔

پال مشہور بنگالی اہل قلم بابو بپین چندر پال اسلام کی رواداری اور مساوات پر ایک طویل الذیل مضمون میں لکھتے ہیں:۔

”عربوں کی اجتماعی جمہوریت میں اسلام نے وہ روح آزادی پیدا کر دی، جس سے اس عہد کا کوئی مذہب آشنا نہ تھا، اور اس وقت کی دنیا جس سے قطعی بیگانہ تھی،

"اسلام نے اخوت اور برادرانہ روابط پر جس قدر زور دیا، جس شد و مد سے اس پر عمل پیرا ہوا۔ اس کی مثال دنیا کا اور کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔

"اس میں ہندوؤں کی طرح کوئی ذات پات کا امتیاز موجود نہیں، نہ کسی کو محض خاندانی اور مالی عظمت کی بنا پر بڑا سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ آج مغربی مسیحی اقوام کا شعار بنا ہوا ہے، مسلمانوں کی تمام تاریخ جوش ملّی اور مذہبی فدائیت کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

"یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی اور خدا ترسی کا جذبہ ہی تھا، جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا، اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہو کر ہزارہا نفوس کی معاشرت و قلوب کو متاثر کیا۔

"اسلام نے یہاں آکر ہمیں جدید آئین و قوانین سے روشناس کیا، نئے طریقہ ہائے انتظام بتائے۔ حکومت کے جدید اغراض و مقاصد سے واقف بنایا، اور ہندوستان کے مختلف افراد اور مختلف صوبوں میں ایک ایسی جماعت پیدا کر دی، جو پیشتر کی نسبت کہیں زیادہ وسیع سیاسی و اقتصادی مفاد و مقاصد کی حامل تھی۔

"مسلمانوں نے انگریزوں کی آمد سے ایک مدت پیشتر ہی ہندوستان کی سلطنت کو منظم اور قوم کو متحد کرنے کا فخر و شرف حاصل کر لیا تھا۔

"اسلام کی سیاسی صورت حالات کے متعلق مسٹر امیر علی لکھتے ہیں کہ "ان چند سالوں میں جبکہ حضور نبی کریمؐ مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے اسلام نے سیاسی طور پر بنی نوع انسان کو اتنے حقوق عطا کئے، جو رومیوں اور دیگر اقوام نے صدیوں میں بھی اپنی رعایا کو نہ دیئے تھے۔ اسلام نے ٹیکس کو محدود کر دیا، قانوناً سب انسانوں کو ایکدوسرے کے مساوی بنا دیا۔ حکومت خود اختیاری کے اصول کی ترویج کی، بادشاہوں کے اختیارات پر پابندیاں عائد کیں۔"

ایک عالمگیر شخصیت کی نظر سے

مہاتما گاندھی | مہاتما گاندھی ایک مضمون میں جو "خدا ایک ہے" کے معنی خیز

موضوع سے آپ ہی کے اخبار "ینگ انڈیا" میں شائع ہوا۔ فرماتے ہیں۔ کہ

"مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کر لینے میں ذرہ برابر تامل نہیں ہے۔"

اسی مضمون میں آپکا ارشاد ہے۔ کہ "مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ کہ اسلام میں اس قدر قوت موجود ہے۔ کہ وہ تعصب اور تنگدلی کے عارضی اثرات سے صاف ہو جائیگا۔"

اپنے "جیل کے تجربات" میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ "میں مسیحیت اور اسلام دونوں کو اپنے مذہب کی طرح سچا سمجھتا ہوں۔"

اِسی مضمون میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیرۃ النبی (مصنفہ علامہ شبلی مرحوم) کے مُطالعہ سے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا۔ کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا تھا، بلکہ پیغمبر اسلام (صلعم) کی انتہائی سادگی، انتہائی بے نفسی۔ عہود و مواثیق کا انتہائی احترام۔ اپنے رفقا و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی۔ جرأت۔ بے خوفی۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے، یہ خصائص تھے۔ جو ہر مشکل اور ہر رکاوٹ کو اپنی ہمہ گیر زد میں بہا لیگئے۔"

ہندو مسلم اتحاد اور موپلوں کے بلوہ پر گاندھی جی نے ایک مضمون اپنے اخبار میں لکھا۔ جس میں آپ نے اس خیال کی بزور تردید کی ہے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"خلافت کیلئے ہماری جد و جہد ناجائز اور نامناسب ہوگی اگر اسلام کا انحصار قوت اور تشدد پر ہو۔ لیکن قرآن شریف میں اس بات کی کہیں سند نہیں ملتی کہ غیر مذہب والوں کو زبردستی مسلمان بنالیا جائے قرآن پاک نے نہائت صاف الفاظ میں اسکا اعلان کر دیا ہے۔ "لا اکراہ فی الدین" (مذہب میں کوئی سختی نہیں) پیغمبر اسلام (صلعم) کی تمام زندگی کے واقعات مذہب میں کسی سختی کو روا رکھنے کی منافقت سے لبریز ہیں۔ جہانتک مجھکو علم ہے کسی مسلمان نے آجتک زبردستی مسلمان بنانے کو پسند نہیں کیا ہے۔ اسلام اگر اپنی اشاعت کے لئے قوت اور زبردستی کو استعمال کریگا تو تمام دنیا کا مذہب باقی نہ رہجائیگا۔ اگر تاریخی حیثیت سے گفتگو کیجائے تو زبردستی مسلمان بنانیکا الزام پیروان اسلام کی کل جماعت پر عائد نہیں کیا جاسکتا اور جب کبھی زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش کی گئی تو ذمہ دار مسلمانوں نے ہمیشہ اسکی مخالفت کی اور اس سے نفرت کا اظہار کیا۔"

عہد حاضرہ کی بہترین اور مفید کتابیں

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی سوانحعمری۔ اردو زبان میں یہ اپنی قسم کی پہلی مستند اور قابل وثوق کتاب ہے جو دو نامور مصری مصنفوں کی تصنیف "سیرۃ الغازی مصطفےٰ کمال پاشا" سے مولوی غلام ربانی صاحب نے سلیس و بامحاورہ اردو میں ترجمہ کی ہے۔ ٹرکی کے اس نجات دہندہ اور اسلام کے اس نامور فرزند کے صحیح حالات صرف اسی کتاب میں ملیں گے۔ قیمت ایک روپیہ عہ

دنیائے اسلام اور عیسائیت۔ اسلام نے کس طرح ایک ہزار سال تک سیاسیات اور علوم و فنون میں دنیا کی رہنمائی کی۔ اور وہ چند صدیوں سے کن وجوہ سے پُرآشوب مصائب میں مبتلا ہے اس کا جواب اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے اور عیسائیت کے اسلام پر ہمہ گیر مادی و روحانی حملہ، اسکے اسباب، امکانات اور نتائج پر نہایت پُرزور و مدلل بحث کی گئی ہے۔ قیمت صرف ۶؍

سلطنت برطانیہ کا مستقبل۔ ایک نامور جاپانی مورخ نے سلطنت مذکور کے متعلق ایک ہولناک پیشگوئی کی ہے جس کے لئے اُس نے ۹ زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ اس کا ترجمہ یورپ کی متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے اور اردو کے سانچہ میں یہ کتاب پہلی مرتبہ ڈھالی گئی ہے۔ ہندوستان کے سیاسی اور قومی عروج و زوال سے تعلق رکھنے والے اشخاص کو اس کا غور سے مطالعہ کرنا چاہئے قیمت ۶؍

تطبیق مذہب و سائنس۔ ایک مشہور آفاق امریکن مصنف کی انگریزی تالیف کا نہایت سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں سائنس اور مذہب کے اصول اوّلیں کی تطبیق کی گئی ہے مترجم نے دلنشین قرآنی حواشی کے ذریعہ سے سائنس اور اسلام کی تطبیق کی ہے اور ایک زبردست دیباچہ کا اضافہ کیا ہے۔ قیمت ۸؍

خنجر ہلال۔ گذشتہ جنگ ٹرکی و یونان کا ایک دلاویز ڈرامہ جس میں جنگ کی پوری تاریخ ڈرامہ کی صورت میں پیش کی گئی ہے۔ قیمت ایکروپیہ عہ

مکتوبات امام ربانی اردو:۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کا پہلا مستند اور قابل دید ترجمہ (حصہ اوّل) مع سوانحعمری حضرت ممدوح۔ قیمت ۱۲؍ **داستان مریخ**:۔ اسمیں سیارہ مریخ کی جس کو عام طور پر جلاد فلک اور جنگ کا دیوتا کہا جاتا ہے مختصر مگر جامع و مکمل و مستند تاریخ درج ہے۔ قیمت صرف ۲؍

پتہ: [illegible]

آفتاب برقی پریس امرتسر میں محمد عبد اللہ منہاس ناظم و طابع کے اہتمام سے چھپا
اور
دفتر شرکت ادبیہ امرتسر سے شائع ہوا
دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

قیمت ایک روپیہ